بسم اللہ الرحمن الرحیم

والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہ الکریم

وآلہٖ واصحابہٖ اجمعین

جشن میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے متعلق چند شُبہات کا اِزالہ

(احادیث وآثار اور غیر مقلد علماء کے اقوال کی روشنی میں)

ماہ ربیع الاوّل کے رُوحانی موقع پر جامعہ اشرفیہ کی جانب سے علمی پیشکش

مرتب:

مولانا محمد عارف اشرفی نظامی

استاذ جامعہ اشرفیہ، کونڈوا، پونہ، خطیب بارہ امام مسجد، پونہ

رکن ابوالحسنات اسلامک ریسرچ سینٹر، حیدرآباد، شاخ پونہ

ناشر

جامعہ اشرفیہ حُسّامیہ شیخ صلاح الدّین کونڈوا، پونہ

نام کتاب : جشن میلادُ النّبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق چند شبہات کا ازالہ (احادیث وآثار غیر مقلد علماء کے اقوال کی روشنی میں)

مرتب : مولانا محمد عارف اشرفی نظامی

ناشر : جامعہ اشرفیہ حُسّامیہ شیخ صلاح الدین پونہ

طباعت : کلر گرافکس (ColorGraphics) 9021190822

سرِ ورق : عمیر باغبان واظہر مرزا

کمپوزنگ : اظہر مرزا

صفحات : ۵۲ صفحات

ایڈیشن : اوّل (بروز جمعرات ۴ ربیع الاوّل ۱۴۳۴ 17 جنوری 2013ء)

تعداد اشاعت : 1000 (ایک ہزار)

ملنے کے پتے

☆ جامعہ اشرفیہ حُسّامیہ شیخ صلاح الدین، کونڈوا، پونہ Mob: 9226720499

☆ جامع مسجد، کیمپ، پونہ Mob: 9766254766

☆ بارہ امام مسجد، نزد معاملے دار کچہری، پونہ Mob: 9028899921

☆ روشن مسجد، دولہا دولہن قبرستان، بھوانی پیٹھ، پونہ Mob: 9028135235

☆ جامع مسجد، کھڑکی، پونہ Mob: 7387002311

☆ مسجد حضرت یٰسین مستانؒ، سیلسبری پارک، پونہ Mob: 8149971719

انتساب

مادرِ علمی جامعہ نظامیہ کے بانی

حقائق آگاہ، معارف دستگاہ، فضیلت جنگ،

اُستاذِ سلاطینِ آصفیہ، شیخ الاسلام والمسلمین

امام محمد انوار اللہ فاروقی قدس سرہ

کے نام

جن کے علمی اور روحانی فیضان نے

لاکھوں کروڑوں دلوں کو عشقِ رسول ﷺ کا نور عطا کیا۔

اعتراف

گزشتہ کی طرح یہ بھی ''کتابستان'' سے جمع کر کے ترتیب دیا ہوا ایک ''گلدستہ'' ہے۔

اس کے مندرجات سے متعلق کسی بھی قسم کے شبہ کے ازالے یا تصحیح کے لئے

بذریعہ ای میل (E-Mail) رابطہ فرمائیں۔

ای میل: E-Mail ID: jamiaashrafiyapune@gmail.com

ادارہ کی دیگر کتابوں کا آپ بذریعہ انٹرنیٹ بھی مطالعہ کر سکتے ہیں۔

جامعہ اشرفیہ کی ویب سائٹ: www.jamiaashrafiyapune.com

فہرست

☆☆☆

شبہ نمبر۱: جشن میلاد بدعت ہے۔

شبہ کا ازالہ: جشن میلاد بدعت نہیں سنت و مستحب ہے

(اہل حدیث علماء کی تعریفات بدعت کی روشنی میں)

۱) شیخ ابن تیمیہ۔

وما خالف النصوص، فهو بدعة باتفاق المسلمين ومالم يعلم انّه خالفها فقد لايسمّى بدعةً.

☆ شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں جوئی بات نصوص (قرآن وحدیث) کے مخالف ہو وہ مسلمانوں کے اتفاق واجماع سے بدعت ہے۔اور جوئی بات قرآن وحدیث سے نہ ٹکرائے وہ بدعت نہیں۔

(فتاویٰ ابن تیمیه فی الفقه ۲۰/ ۱۱)

۲) عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز۔(سابق مفتی اعظم سعودی عرب)

امّا البدعة الدينية فهي كل ما احدث في الدين مضاهاة لتشريع الله تعالىٰ

☆ بدعت دینی، دین میں داخل ہراس نئے عمل کو کہتے ہیں جو اللہ کی شریعت کے مخالف ہو۔

(فتاویٰ للجنة الدائمة للبحوث العلمية والافتاء ۲/۳۲۹)

(۳) عبدالرحمٰن مبارک پوری (غیر مقلد عالم)

☆ **المراد بالبدعة ما احدث ممالااصل له في الشريعة يدلّ عليه وامّا ما كان له اصل من الشرع يدلّ عليه فليس ببدعة شرعاً.**

☆ بدعت سے مراد وہ نیا عمل ہے جس کی شریعت میں کوئی ایسی اصل نہ ہو جو اس پر دلالت کرے۔اور اگر اس نئے عمل پر دلالت کرنے والی کوئی اصل شریعت میں ہے تو اس عمل کو شرعاً بدعت نہیں کہا جائے گا۔(تحفة الاحوذی۔۳/۳۷۸)

(۴) نواب صدیق حسن بھوپالی (غیر مقلد عالم) کا قول شیخ وحید الزماں (غیر مقلد) نے اپنی کتاب "ھدیۃ المھدی" میں لکھا ہے۔

البدعۃ الضلالۃ المحرمۃ التی ترفع السنۃ مثلھا والتی لا ترفع شیئا منھا فلیست ھی من البدعۃ بل ھی مباح الاصل.

☆ حرام اور گمراہ کن بدعت وہ ہے جس کی وجہ سے کوئی سنت متروک ہو جائے اور جس بدعت سے کسی سنت کا ترک نہ ہو وہ بدعت نہیں بلکہ وہ اپنی اصل میں مباح ہے۔

(ھدیۃ المھدی ۱۱۷/۱۱۸)

ان تعریفات بدعت کی روشنی میں بدعت ضلالہ کی حقیقی صورت یوں سامنے آتی ہے کہ:

'ہر وہ نیا عمل بدعت ضلالہ ہے جو حضور پاک ﷺ کے زمانہ مبارک میں نہ تھا۔ بعد میں آیا۔ اور

۔ وہ قرآن وحدیث کے مخالف و بالمقابل ہو

۔ اس کی کوئی اصل شریعت میں نہ ہو

۔ اس کی وجہ سے حضور پاک ﷺ کی کوئی سنت ترک ہو رہی ہو۔

اور اگر تینوں باتوں میں سے کوئی بات اس نئے عمل میں نہ پائی جائے تو اس عمل کو بدعت نہیں کہا جائے گا۔

چونکہ معمولات عید میلاد النبی ﷺ

۱) قرآن وحدیث کے مخالف نہیں،

۲) اور ان معمولات کی اصل قرآن وحدیث میں ہے،

۳) اور ان کی وجہ سے حضور علیہ السلام کی کوئی سنت ترک نہیں ہو رہی ہے

بلکہ زندہ ہو رہی ہے اس لئے ان معمولات کو بدعت نہیں کہا جا سکتا۔

چونکہ اس کی اصل قرآن وحدیث میں ہے اور اس کے بیشمار دینی و تبلیغی فوائد ہیں اس لئے یہ سنت و مستحب کے درجے میں ہے۔

جشنِ میلاد کی اصل قرآن مجید سے

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِکَ فَلْیَفْرَحُوْا هُوَ خَیْرٌ مِّمَّا یَجْمَعُوْنَ

ترجمہ: فرما دیجیے اللہ کے فضل اور اُس کی رحمت پر مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ خوشیاں منائیں یہ اُس (سارے مال و دولت) سے کہیں بہتر ہے جسے وہ جمع کرتے ہیں۔ (سورہ یونس، آیت نمبر ۵۸)

شبہ نمبر ۲: اس آیت سے جشن میلاد النبی ﷺ پر استدلال کرنا درست نہیں کیونکہ کسی مفسر نے اس آیت میں **فضل اللہ** اور **رحمت** سے حضور علیہ السلام کی ذاتِ گرامی کو مراد نہیں لیا ہے۔

شبہ کا ازالہ: یہ غلط بیانی ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فضل اللہ سے علم اور رحمت سے ذات مصطفیٰ علیہ السلام کو مراد لیا ہے۔

۱) تفسیر روح المعانی سورہ یونس آیت نمبر ۵۸ کی تفسیر میں ہے۔

واخرج ابو الشیخ عن ابن عباس رضی الله تعالی عنهما ان الفضل العلم والرحمة محمد ﷺ

(مشہور محدث) ابوشیخ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا ہے کہ فضل اللہ سے علم اور رحمت سے ذات مصطفیٰ ﷺ مراد ہے۔

۲) تفسیر در منثور میں امام جلال الدین سیوطی نے خطیب بغدادی اور امام ابن عساکر کے حوالے سے لکھا ہے کہ حضرت عبداللہ ابن عباس نے اس سے حضور ﷺ کو مراد لیا ہے۔

(تفسیر در منثور: ج ۴، ص ۳۶۸)

۳) امام اندلسی نے بھی یہ قول بیان کیا ہے۔ (تفسیر البحر المحیط: ج ۵، ص ۱۷۱)

۴) امام ابن جوزی سے بھی یہی منقول ہے۔ (تفسیر زاد المسیر، ج ۴، ص ۴۰)

حضور علیہ السلام کے رحمت ہونے پر کسی ایمان والے کو اعتراض نہیں ہونا چاہیے۔

☆ شیخ اشرف علی تھانوی نے لکھا: ''بلا اختلاف حضور علیہ السلام، اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت اور اس کا کامل ترین فضل ہیں اس لئے اس آیت مبارکہ سے **بدلالة النص** یہ بھی مراد لیا جا سکتا ہے

کہ یہاں رحمت اور فضل سے مراد حضور علیہ السلام ہیں جن کی ولادت پر اللہ تعالیٰ خوشی منانے کا حکم دے رہا ہے۔ آگے چل کر اس پر دیگر قرآنی آیات سے استدلال کرنے کے بعد کہتے ہیں:

''اس مقام پر ہر چند کہ آیت کے سیاق پر نظر کرنے کے اعتبار سے قرآن مجید مراد ہے لیکن اگر معنی عام لئے جائیں کہ قرآن مجید بھی اس کا ایک فرد رہے تو زیادہ بہتر ہے وہ یہ کہ فضل و رحمت سے حضور علیہ السلام کا قدوم مبارک (آمد) لیا جائے۔

اس تفسیر کے موافق جتنی نعمتیں اور رحمتیں ہیں خواہ وہ دینی ہوں یا دُنیوی اور ان میں قرآن بھی ہے سب اس میں داخل ہو جائیں گے اس لئے کہ حضور علیہ السلام کا وجود باجود اصل ہے تمام نعمتوں کی اور مادّہ ہے تمام رحمتوں اور فضل کا۔ پس یہ تفسیر اجمع التفاسیر ہو جائے گی۔ پس اس تفسیر کی بناء پر حاصل آیت کا یہ ہوگا کہ ہمیں حق تعالیٰ ارشاد فرما رہے ہیں حضور علیہ السلام کے وجود باجود پر خواہ وجود نوری ہو یا ولادتِ ظاہری اس پر خوش ہونا چاہیے اس لئے کہ حضور ﷺ ہمارے لئے تمام نعمتوں کا واسطہ ہیں۔

(دوسری تمام نعمتوں کے علاوہ) افضل نعمت اور بڑی دولت ایمان ہے جس کا حضور ﷺ سے ہم کو پہنچنا بالکل ظاہر ہے۔ پس ایسی ذاتِ بابرکات کے وجود پر جس قدر بھی خوشی اور فرحت ہو کم ہے۔ (میلاد پر اعتراضات کے مدلل جوابات صفحہ ۲۳ بحوالہ مجموعہ خطبات بنام میلاد النبی ﷺ حصہ ۱۲۱/۱۲۰، مطبوعہ جمیلی کتب خانہ لاہور)

شبہ نمبر ۳: آیت کو جس معنی پر اسلاف نے محمول نہیں کیا اس پر محمول کرنا غلط ہے۔

شبہ کا ازالہ: یہ کوئی ضابطہ نہیں ہے۔ ورنہ دین و شریعت کا معطل ہونا لازم آئے گا۔ بہت سے حوادثات و واقعات جو اسلاف کے دور میں نہیں تھے ان کا حکم کیا ہے؟ اسے کیسے ثابت کیا جائے گا؟

کیا قرآن میں تدبر کا حکم صرف اسلاف کے لئے ہی تھا؟

یہ بات کوئی ذی علم نہیں کہہ سکتا کیونکہ قرآن میں تدبر کا حکم تا قیامت اہل علم کے لئے ہے۔

اگر اسلاف کی بیان کردہ تعبیر پر ہی اکتفا ضروری اور واجب ہے تو پھر تدبر کا کیا معنی ہے؟

☆ امام قرطبی نے بعض اہل علم کا یہ قول نقل کرتے ہوئے دلائل کے ساتھ ردّ کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

''بعض اہل علم نے کہا کہ تفسیر سماع پر موقوف ہے چونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اگر تمہارا کسی معاملہ میں جھگڑا ہو جائے تو اللہ و رسول سے رجوع کرو۔''

یہ قول فاسد ہے۔قرآن کی تفسیر سماع پر ہی موقوف ہے باطل ہے کیونکہ صحابہ کرام سے مروی تفسیروں میں اختلاف پایا جاتا ہے اور جو کچھ انہوں نے بیان کیا وہ تمام نبی کریم ﷺ سے منقول نہیں تھا۔

حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے لئے دعا فرمائی کہ اے اللہ! اسے دین میں بصیرت دے اور کتاب کی تاویل کا علم عطا فرما۔اگر قرآن کی طرح تاویل اور تفسیر کا معاملہ سماعی ہوتا تو اس دعا کیا فائدہ؟اور یہ نہایت واضح ہے اور اس میں کوئی اشکال نہیں۔

(الجامع لاحکام القرآن. جلد ۱ ، ص ۲۶)

بلکہ ضابطہ یہ ہے کہ اسلاف نے جو معنیٰ آیت بیان کیا ہے اس کے مخالف معنیٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔

اوّل تو اسلاف میں سے ترجمان القرآن حضرت عبداللہ ابن عباسؓ کا قول گذر چکا کہ رحمت سے مراد حضور علیہ السلام کی ذات ہے۔اگر بالفرض یہ کسی کا قول نہ بھی ہوتا تب بھی حضور علیہ السلام کی ذاتِ پاک مراد لینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس سے اسلاف کی بیان کردہ تفسیر کی مخالفت لازم نہیں آتی۔

عید میلاد النبی ﷺ کی اصل حدیث سے

☆ امام جلال الدین سیوطیؒ امام ابنِ حجر عسقلانی کا قول نقل فرماتے ہیں:

وقد سئل شیخ الاسلام حافظ العصر ابو الفضل ابن حجر عن عمل المولد فاجاب بما نصه .....

وقد ظهر لی تخریجها علی اصل ثابت وهو ماثبت فی الصحیحین من النبی ﷺ لماقدم المدینة فوجدالیهود یصومون یوم عاشورا فسئلهم فقالوا هویوم اغرق الله فیه فرعون ونجا موسیٰ فنحن نصومه شکرا لله فیستفاد منه فعل الشکر لله... الیٰ عن قال... وای نعمة اعظم من نعمة بروز هذاالنبی ﷺ نبی الرحمة فی ذلک الیوم.

ترجمہ: شیخ الاسلام حافظ العصر ابوالفضل ابن حجر سے میلاد شریف کے عمل کے حوالے سے پوچھا گیا آپ نے اس کا جواب کچھ یوں دیا: مجھے میلاد شریف کے بارے میں اصل تخریج کا پتہ چلا جو صحیحین سے ثابت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ مدینہ تشریف لائے تو آپ ﷺ نے یہود کو عاشورا کے دن روزہ رکھتے ہوئے پایا۔ آپ ﷺ نے اُن سے پوچھا ایسا کیوں کرتے ہو؟ اس پر وہ عرض کناں ہوئے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی، ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں شکر بجالانے کے لئے اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ اس حدیث پاک سے ثابت ہوا کہ کسی معین دن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی احسان و انعام کے عطا ہونے یا کسی مصیبت کے ٹل جانے پر اللہ تعالیٰ کا شکر بجالانا چاہیئے اور ہر سال اس دن کی یاد تازہ کرنا بھی مناسب تر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر نماز و سجدہ، روزہ، صدقہ اور تلاوت قرآن و دیگر عبادات کے ذریعہ بجالایا جا سکتا ہے اور حضور نبی ﷺ کی ولادت سے بڑھ کر اللہ کی نعمتوں میں سے کون سی نعمت ہے؟ (سیوطی ، حسن المقصد فی عمل المولد: ۶۳)

☆ حدیث: إنّ رسول اللّٰه ﷺ سئل عن صوم يوم الاثنين فقال فيه ولدت وفيه انزل علی.

ترجمہ: اللہ کے رسول ﷺ سے پیر کے روزے سے متعلق پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: اسی دن میں پیدا ہوا اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل ہوا۔ (مسلم شریف، حدیث نمبر ۱۹۷۸)

☆ امام ابن رجب حنبلی لکھتے ہیں:

فیہ اشارۃ الی استحباب صیام الأیام التي تتجدد فيها نعم الله على عباده ان اعظم نعم الله علیٰ هذه الامة اظهار محمد ﷺ لهم و بعثته و ارساله اليهم كما قال تعالیٰ: (لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولا من أنفسهم) فان النعمة على الأمة: با رساله أعظم من النعمة عليهم بايجاد السماء والأرض والشمس والقمر والرياح والليل والنهار وانزال المطر واخراج النبات وغير ذلک فان هذه النعم كلها قد عمت خلقا من بنی آدم كفروا بالله و برسله و بلقائه فبدلوا نعمة الله كفرا فأما النعمة بارسال محمد صلى الله عليه وسلم فان بها تمت مصالح الدنيا والآخرة

وكمل بسببها دين الله الذي رضيه لعباده وكان قبوله سبب سعادتهم في دنيا هم وآخرتهم فصيام يوم تجددت فيه هذه النعم من الله على عباده المؤمنين حسن جميل وهو من باب مقابلة النعم في أوقات تجددها بالشكر و نظير هذا صيام يوم عاشوراء

(لطائف المعارف . المجلس الثانی فی ذکر المولد ایضاً)

ترجمہ: اس حدیث میں اس طرف اشارہ ہے کہ اللہ تعالی نے بندوں پر جن ایام میں انعامات فرمائے ان میں روزہ رکھنا مستحب ہے۔اوراس امت پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت سرور عالم ﷺ کی ولادت ،بعثت اور رسالت ہے۔جیسے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰہُ عَلَی الْمُؤْمِنِیْنَ اِذْ بَعَثَ فِیْهِمْ رَسُوْلاً مِنْ اَنْفُسِهِمْ .(آل عمران. ١٦٤)

ترجمہ: 'بلا شبہ اللہ تعالی نے مومنوں پر احسان فرمایا کہ اس نے انہیں میں سے ایک رسول مبعوث فرمایا۔' کیونکہ امت کے لئے حضور ﷺ کا مبعوث ہونا آسمان ،زمین، شمس و قمر، ہوا، رات، دن، بارش اور نباتات وغیرہ کے پیدا ہونے سے بڑی نعمت ہے۔بلا شبہ یہ نعمتیں تمام اولا دآدم کے لئے ہیں۔کہ خواہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسولوں سے کفر کرتے ہوئے ان نعمتوں کی ناشکری کی مگر حضور ﷺ کی تشریف آوری سے دنیا وآخرت کے تمام مصالح تام ہوئے۔۔لھذا ایسے دنوں میں روزہ رکھنا جن میں نعمتیں اللہ کی طرف سے حاصل ہوئیں نہایت ہی اچھا عمل ہے۔اور یہ ان اوقات میں تجدید نعمت پر شکر کا درجہ رکھتا ہے۔اور اسکی مثال یوم عاشوراء کا روزہ ہے۔ (لطائف المعارف: ١٨٩)

اسلام میں جتنے دن منائے جاتے ہیں وہ بطور یادگار کے ہی ہیں۔مثلاً

١۔شب قدر۔نزول قرآن کی یادگار

٢۔جمعہ۔ولادت ووصال حضرت آدم علیہ السلام کی یادگار

٣۔عاشوراء۔حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرعونیوں پر فتح کی یادگار۔

جب ان دنوں میں سے ہر دن ہر سال اپنے اندر رحمتیں لیکر لوٹتا ہے تو سید الاولین وآخرین ﷺ کا یوم ولادت کتنا بابرکت ہوگا۔

کل بدعة ضلالة کا صحیح مفہوم

کـــل بـــدعة ضـــلالة یعنی ہر بدعت گمراہی ہے۔ یہ حدیث عام مخصوص ہے۔ یعنی اس کے الفاظ عام ہیں لیکن معنیٰ خاص ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر وہ نیا عمل جو کتاب و سنت کے مخالف ہے وہ ضلالت اور گمراہی ہے۔

☆ امام نوویؒ : فرماتے ہیں اس سے مراد اکثر بدعتیں ہیں۔ (شرح مسلم)

اور لفظ 'کـــل' کے ساتھ تاکید کا یہ ہرگز مطلب نہیں کہ یہ حدیث عام مخصوص نہیں ہو سکتی۔ اس لئے کہ لفظ 'کل' کے ساتھ بھی معنیٰ کی تخصیص ہوتی ہے۔ یعنی کبھی 'کل' کہہ کر 'بعض' بھی مراد لیا جاتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ''وَتُـدَمِّـرُ كُـلَّ شَـئٍ'' (سورہ احقاف، آیت نمبر ۲۵) یعنی وہ ہوا ہر چیز کو ہلاک و برباد کرتی ہے۔ اس کے عموم میں کائنات کے تمام مظاہر شامل ہیں۔ لیکن سب کی ہلاکت و بربادی نہ کتاب اللہ کی مراد ہے اور نہ واقعہ کے مطابق ہے۔ چنانچہ مفسرین نے اسے عام مخصوص مان کر اس آیت کی تفسیر بیان کی ہے۔ امام جلال الدین سیوطیؒ نے مـــرت عـلـیـــہ کی قید سے اس کے معنیٰ کی تخصیص کی ہے۔ یعنی وہ ہوا اُن چیزوں کو برباد کرتی تھی جن پر سے وہ گذری۔ (تفسیر جلالین)

امام ابن کثیر اس کی تفسیر یوں بیان کرتے ہیں: **من بلادهم مما من شانه الخراب** یعنی اس ہوا کی ہلاکت خیزی صرف قوم عاد کے علاقوں میں تھی۔ اور ان چیزوں تک محدود تھی جو ہلاک و برباد ہونے کے قابل تھی۔ (تفسیر ابن کثیر)

اور صرف اسی تخصیص کے ذریعے حضرت جریر سے مروی مسلم شریف کی حدیث 'من سن فی الاسلام سنة حسنة' اور دوسری بہت سی احادیث شریفہ سے اس حدیث کے تعارض کو دُور کیا جا سکتا ہے اور صحابۂ کرام اور تابعین عظام کے بہت سے نو ایجاد کاموں اور ان کی اولیات کی تاویل کی جا سکتی ہے۔

شبہ نمبر ۴: حضور علیہ السلام نے اپنا یوم ولادت نہیں منایا تو ہم کیسے منائیں؟
شبہ کا ازالہ: حضور علیہ السلام نے اپنا یوم ولادت روزہ رکھ کر ہر ہفتے منایا جیسا کہ پیچھے گزرا۔

حضور ﷺ کا کسی کام کو نہ کرنا اس کے حرام و بدعت ہونے کی دلیل نہیں

☆ سید ابوالاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں:
"کسی فعل کو بدعت مذمومہ قرار دینے کے لیے صرف یہی بات کافی نہیں ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے زمانے میں نہ ہو۔ لغت کے اعتبار سے تو ضرور ہر نیا کام بدعت ہے۔ مگر شریعت کی اصطلاح میں جس بدعت کو ضلالت قرار دیا گیا ہے اس سے مراد وہ نیا کام ہے جس کے لئے شرع میں کوئی دلیل نہ ہو، جو شریعت کے کسی قاعدے یا حکم سے متصادم ہو جس سے کوئی فائدہ حاصل کرنا یا کوئی ایسی مضرت (نقصان) رفع کرنا متصور نہ ہو جس کا شریعت میں اعتبار کیا گیا ہو۔ جس کا نکالنے والا اسے خود اپنے اوپر یا دوسروں پر اس ادعا کے ساتھ لازم کرے کہ اس کا نہ کرنا گناہ اور کرنا فرض ہے۔ یہ صورت اگر نہ ہو تو مجرد اس دلیل کی بناء پر کہ فلاں کام حضور کے زمانے میں نہیں ہوا اسے بدعت بمعنیٰ ضلالت نہیں کہا جا سکتا۔
(تعزیرات قلم، علامہ ارشد القادری بحوالہ مجلّہ ترجمان القرآن، لاہور ج ۶۰)

شبہ نمبر ۵: بعض حضرات کہتے ہیں اتباع عمل میں بھی ہے اور ترک عمل میں بھی۔ یعنی موقع ہونے کے باوجود بھی حضور ﷺ اور صحابہ نے کسی عمل کو نہ کیا ہو تو اسے نہ کرنا ہی دین ہے۔

شبہ کا ازالہ: یہ بات درست ہے لیکن یہ قاعدہ کلیہ نہیں کہ ہر چھوڑا ہوا کام حرام ہو جائے۔ اس موضوع پر غیر مقلد عالم محمد بن حسن الجیزانی نے ایک مستقل کتاب 'سنۃ الترک

ودلالتهاعلی الاحکام الشرعیة' لکھی ہے۔اوراس میں حضور ﷺ کے چھوڑے ہوئے اعمال کی متعدد اقسام اوران کے احکام بیان کئے ہیں جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ہر چھوڑا ہوا کام حرام وممنوع نہیں ہوتا۔اس کتاب سے دومثالیں پیش خدمت ہے۔

ترک عمل کی چند وجوہات

۱) حضور ﷺ کا کسی کام کو عادت ومعمول کی وجہ سے ترک فرمانا

مثلاً بخاری شریف حدیث نمبر ۵۳۹۱ میں ہے کہ حضور پاک ﷺ کی خدمت میں ضب یعنی گھورپھڑ کا گوشت پیش کیا گیا۔آپ نے تناول نہیں فرمایا تو صحابہ نے دریافت کیا یہ حرام ہے؟اس پر حضور ﷺ نے فرمایا'لا،انه لم یکن بارض قومی فاجدنی اعافه'یعنی حرام نہیں لیکن یہ گوشت میری قوم میں معروف نہیں اس میں بومحسوس ہوتی ہے۔ (سنة الترک)

اس حدیث سے دوباتیں ثابت ہوتی ہے۔

۱) حضور ﷺ کا کسی کام کو نہ کرنا اسکے حرام ہونے کی دلیل نہیں

۲) کسی چیز کے ناپسندیدہ ہونے سے اسکا حرام ہونا ثابت نہیں ہوتا۔

۲) کسی مصلحت وحکمت کی وجہ سے ترک فرمانا۔

جیسے:۱) منافقین کے قتل سے اس وجہ سے روکنا کہ لوگ کہیں گے کہ انہوں نے اپنے ماننے والوں کا ہی قتل شروع کردیا۔

۲) مہینہ بھر تراویح کی جماعت صرف اس لئے نہیں کروائی کہ کہیں فرض نہ ہوجائے۔

(سنة الترک ودلالتها فی الاحکام الشرعیة)

☆ شیخ عبداللہ بن محمد بن الصدیق الغماری لکھتے ہیں کہ:

۱)'کسی چیز کے ترک کرنے سے صرف اتنی بات ثابت ہوتی ہے کہ اس کام کو چھوڑنا 'جائز' ہے۔اسکو'حرام' کہنے کے لئے دوسری دلیل کی ضرورت ہوتی ہے۔'

۲)اللہ تعالی نے'وَمَا آتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا' فرمایاہے۔یعنی جو

رسول تمہیں دیں وہ لےلو اور جس سے روک دیں رک جاؤ۔ یہ نہیں فرمایا کہ جس سے رک جائے تم بھی رک جاؤ۔ اس لئے کہ کسی عمل سے رکنا اس کے حرام ہونے کی قطعی دلیل نہیں ہوتی۔

۳) جمہور اصولیین نے سنت کی تعریف یوں کی ہے کہ سنت حضور ﷺ کے قول، فعل اور خاموش تائید کا نام ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ 'مطلق کسی کام کا ترک' بھی سنت ہے۔

۴) ادلہ شرعیہ چار ہیں۔ ۱) قرآن ۲) حدیث ۳) قیاس ۴) اجماع

کسی نے بھی 'مطلق ترک عمل' کو قطعی دلیل شرعی نہیں کہا۔ (حسن التفهم و الدرک)

اس باب میں احادیث

قال عبدالله بن المبارک اخبرنا سلام بن ابی مطیع عن ابی دخیلة عن ابیه قال کنت عند بن عمر فقال نهی رسول الله ﷺ عن الزبیب و التمر یعنی ان یخلطا فقال لی رجل من خلفی ما قال فقلت حرم رسول الله التمر و الزبیب فقال عبدالله بن عمر کذبت فقلت الم تقل نهی رسول الله ﷺ عنه؟ فقال انت تشهد بذلک؟ قال سلام کانه یقول ما نهی النبی ﷺ فهو ادب.

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مبارک بیان کرتے ہیں کہ ہمیں سلام بن ابو مطیع نے ابن ابو دخیلہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کیا کہ میں حضرت عبداللہ ابن عمر کے پاس تھا۔ آپ نے فرمایا کہ 'حضور ﷺ نے کشمش اور کھجور کو ملانے سے منع فرمایا ہے۔' مجھ سے میرے پیچھے کھڑے ہوئے شخص نے پوچھا کہ انہوں نے کیا کہا؟ تو میں نے کہا کہ حضور ﷺ نے کشمش اور کھجور کے ملانے کو حرام فرمایا ہے۔ اس پر حضرت ابن عمر نے مجھ سے کہا کہ تم نے جھوٹ بولا۔ میں نے کہا کہ آپ ہی نے تو ابھی کہا کہ حضور ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے۔ تو آپ نے کہا 'کیا اس بات پر گواہی دے سکتے ہو؟' حضرت سلام کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر گویا یہ کہنا چاہتے تھے کہ حضور ﷺ کا اس سے منع کرنا 'بطور آداب' تھا نہ کہ 'بطور حرمت'۔

(حسن التفهم و الدرک فی مسئلة الترک۔ ص ۲۶)

اس حدیث سے یہ پتہ چلتا ہے کہ ہر ممانعت سے حرمت ثابت نہیں ہوتی۔ ہوسکتا ہے کہ وہ ممنوعہ عمل صرف مکروہ ہو۔ جب منع کرنے سے بھی ہر جگہ حرمت ثابت نہیں ہوتی تو صرف 'مطلق ترک عمل' سے ہر جگہ حرمت کیسے ثابت ہوسکتی ہے؟

۲) حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔

وماسکت عنہ فھو مما عفا عنہ یعنی جس چیز میں سکوت اختیار کیا گیا ہے اس میں مواخذہ نہیں ہوگا۔ (ابوداؤد: ۳۸۰۰)

اس روایت کو امام حاکم نے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔

۳) عن ابی الدرداء رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ 'ما احل اللہ فھو حلال وما حرم فھو حرام وما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ فاقبلوا من اللہ عافیتہ فان اللہ لم یکن لینسی شیئاثم تلا "وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا"

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جو اللہ نے حلال کیا وہ حلال ہے اور جسے حرام کیا وہ حرام ہے اور جس سے خاموشی اختیار کی وہ معاف ہے۔ پس اللہ سے اس کی عافیت کو قبول کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کسی چیز کو بھولتا نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

"وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا" (مریم: ۶۴) 'یعنی اور تمہارا رب بھولنے والا نہیں'۔

امام بزار نے کہا کہ اس حدیث کی اسناد صحیح ہے۔ اور امام حاکم نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

صحابہ کرام کا نہ کرنا کسی چیز کے حرام و بدعت ہونے کی دلیل نہیں

☆ قاری طیب (سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند) لکھتے ہیں:

"بہت سے مباحات اصلیہ جو صحابۂ کرام کے زمانے میں زیرِ عمل نہیں آئے مگر اباحت اصلیہ

کے باعث جائز ہیں یا بہت سے اجتہادی مسائل جو زمانہ صحابہ میں زیرِ عمل تو کیا زیرِ علم بھی نہیں آئے مگر بعد میں کسی اصولِ شرعی سے مستنبط ہوئے۔ تو وہ اس لئے ناجائز نہیں ہو سکتے کہ ان کے بارے میں صحابہ کا عمل منقول نہیں ہے۔

پس ایسے جائز مسائل پر جب بھی اُمت عمل پیرا ہوگی اُسے اس کا حق ہے اور وہ عمل شرعی ہو کر ہی ادا ہوگا۔ (کلمہ طیب ص ۱۱۲)

منکرین کلمہ نے ایک اعتراض کیا تھا کہ صیغہ شہادت یعنی اشھد ان لاالہ الا اللہ کے بغیر احادیث میں جہاں بھی یہ کلمہ آیا وہاں صرف لاالہ الا اللّٰہ مذکور ہوا ہے محمد رسول اللہ ﷺ مذکور نہیں لہٰذا ان دونوں کلموں کو ایک ساتھ ملا کر پڑھنا اور کلمہ واحدہ بنا دینا بدعت اور ناجائز ہے۔ ان کے استدلال کا جواب قاری طیب صاحب یوں دیتے ہیں:

"اس کے جواز کا مدار کتاب وسنّت اور اجماع پر ہے نہ کہ فعل صحابہ پر کہ یہ حجت مستقلہ ہی نہیں ہے اس لئے حجت کے سلسلے میں مستقلاً فعل صحابہ کا مطالبہ کیا جانا شرعی فنِ استدلال کو چیلنج کرنا ہے۔"

ایک مقام پر لکھتے ہیں: "مانا کے روایات میں یہ جملۂ ثانیہ محمد رسول اللہ ﷺ مذکور نہیں۔ لیکن اس کی نفی اور ممانعت بھی تو مذکور نہیں جس سے لا الٰہ الا اللّٰہ کے ساتھ ملا کر پڑھنا ممنوع ثابت ہو۔ (کلمہ طیب ص ۸۶)

آگے لکھتے ہیں: "مانعین کلمہ سے بطور دلیل نقض یہ کہا جائے گا کہ یا تو کلمہ طیبہ کی ممانعت کسی ایک ہی صحابی کے قول وفعل سے دکھلا دی جائے ورنہ اسے جائز سمجھا جائے گا۔ (کلمہ طیب ۱۱۴)

ہم بھی تو یہی کہتے ہیں کہ ذکرِ میلاد کی ممانعت کسی ایک صحابی سے دکھا دیجیے ورنہ آپ ہی کے قاعدے کے مطابق اسے جائز ہی سمجھا جائے گا۔

مجالس ذکر شریف کی مشروعیت اور مطلوبیت

☆ شیخ اشرف علی تھانوی اپنے رسالے نشر الطیب میں آیت شریفہ اور روایاتِ حدیث نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "حق تعالیٰ کے ارشاد سے، حضور ﷺ کے قول وفعل سے، صحابہ وتابعین کے

عمل سے اس ذکرِ شریف (یعنی آپ ﷺ کے فضائل، خصائص اور شمائل سننا سنانا اور اس کے لئے بلانا اور اس کی کثرت و تکرار) کا مندوب و محبوب ہونا معلوم و مفہوم ہوا۔ (نشر الطیب فصل ۳۹)

آگے لکھتے ہیں: محبت و اتباع سنت وجوبِ شرعی ہے۔ تو اس کے ذرائع بھی اسی درجے میں مطلوب ہوئے۔ (العطور المجموعة فی ذکر النبی الحبیب ﷺ بحواله نشر الطیب)

☆ میلاد شریف اگرچہ نو ایجاد عمل ہے لیکن بے شمار دینی مصلحتوں اور فائدوں پر مبنی ہے اس لئے علماء نے اسے مستحب قرار دیا ہے۔

میلاد شریف کی محفلیں

☆ سنت و سیرت کی معرفت کا ذریعہ ہے۔

☆ محبت رسول میں گرمی اور حرارت پیدا کرنے کا باعث ہے۔

☆ اس نعمت کبریٰ پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کا وسیلہ ہے۔

☆ تبلیغ و دعوت اور سماجی اصلاح کا پلیٹ فارم ہے۔

☆ دینی جذبات کے فروغ کا سبب ہے۔

☆ اسلامی اخوت اور اجتماعیت کی آئینہ دار ہے۔

☆ صدقات و خیرات کے ذریعے فقیروں اور محتاجوں کے تعاون کا موقع ہے۔

یہ تمام امور شریعت میں مطلوب ہے۔ لہٰذا ان امور کی تکمیل اور بجا آوری کا ذریعہ یعنی میلاد شریف کی محفلیں بھی شرعاً مطلوب ہوں گی۔

(مقدمہ میلاد ابن کثیر مترجم، ڈاکٹر علیم اشرف جائسی صفحہ ۹)

یہ بدعت نہیں اجتہاد ہے:

☆ شیخ ابن تیمیہ اپنی کتاب اقتضاء الصراط المستقیم ص ۲۴۲ پر لکھتے ہیں:

و الله قد یثیبهم علی هذا المحبة و الاجتهاد

یعنی اللہ تعالیٰ انہیں اس محبت و اجتہاد پر اجر و ثواب عطا فرماتا ہے۔

بدعت بدعت کی رَٹ لگانے والوں کو
شیخ ابن تیمیہ کا مشورہ اور تنبیہ

☆ **شیخ ابن تیمیہ کا مشورہ:**

ولکن اذا کان فی البدعة نوع من الخیر فعوض عنه من الخیر المشروع بحسب الامکان اذ النفوس لا تترک شیئاً الّا بشییٔ

ترجمہ: ایسی بدعتیں جن میں کچھ خیر بھی شامل ہوان سے منع کرنے کی بجائے ممکنہ حد تک اسے مشروع خیر سے بدلنا چاہئیے کیونکہ نفوس ایک چیز کو اسی وقت ترک کرتے ہیں جب انہیں دوسری چیز مل جاتی ہے۔ (منع کرنے کی بجائے اس کا نعم البدل لوگوں کو دینا چاہئیے)

(اقتضاء الصراط المستقیم ص ۲۴۴)

گویا شیخ ابن تیمیہ کہہ رہے ہیں کہ جشنِ میلاد سے روکنے کی بجائے اس میں جو خرافات شامل ہوگئی ہیں ان کو ہٹا کر اچھی چیزوں کو داخل کرنا چاہئیے اور عقل کا تقاضہ بھی یہی ہے کہ اگر ناک پر مکھی بیٹھ جائے تو مکھی ہٹا کر ناک صاف کر لینی چاہئیے اگر کوئی مکھی اور گندگی ہٹائے بغیر ناک ہی کاٹنا چاہے تو اسے حماقت ہی کہا جائے گا۔

☆ **شیخ ابن تیمیہ کی تنبیہ اور حقیقتِ حال کا اظہار:**

کثیر من المنکرین لبدع حالهم فی ترک السنن اسوء من حال المبتدعین....تجدهم مقصرین فی فعل السنن من ذلک او الامربه.... فمن تعبّد ببعض هذه العبادات المشتملة علی نوع من الکراهة....او قصد احیاء لیال لا خصوص لها.... قد یکون حاله خیراً من حال البطّال الذی لیس فیه حرص علی عبادة الله وطاعته بل کثیر من هولاء، الذین ینکرون هذه الاشیاء زاهدون فی جنس عبادة الله من العلم النافع والعمل الصالح.... وهولاء خیر ممن لایعمل عملاً صالحا مشروعاً ولا غیر مشروع. (اقتضاء الصراط المستقیم ص ۲۴۴)

ترجمہ: بدعتوں سے روکنے والوں کی اکثریت سنتوں کو ترک کرنے میں بدعتیوں سے زیادہ گئی گزری حالت میں ہوتی ہے۔تم ان کو سنتوں پر عمل کرنے اور اس کا حکم دینے میں کوتاہی کرنے والا پاؤ گے۔ جو لوگ بعض ایسی عبادات کو بجالاتے ہیں جس میں کچھ کراہیت ہوتی ہے یا کسی ایسی رات کو شب بیداری کرتے ہیں جس کی کوئی خصوصیت نہیں ان کی حالت ان منع کرنے والوں سے بہتر ہوتی ہے جن میں اللہ کی عبادت واطاعت کی کوئی حرص اور رغبت نہیں ہوتی۔ بلکہ ان منع کرنے والوں میں سے اکثر افراد اللہ کی عبادت کی جنس یعنی علم نافع اور عمل صالح دونوں سے زاہد و بے نیاز ہوتے ہیں۔تو یہ غیر مشروع عبادات پر عمل کرنے والے اُن لوگوں سے بہتر ہیں جو نہ غیر مشروع عبادت بجالاتے ہیں اور نہ مشروع۔(اقتضاء الصراط المستقیم ص ۲۴۴)

کچھ ایسے جلسے جنہیں بدعت نہیں کہا جاتا

۱) سالانہ درسِ بخاری ۲) اپنے مسلک کے علماء پر سیمینار ۳) سالانہ اجتماعات

۴) سعودی عرب کا قومی دن ۵) ندوہ کا پچاس سالہ جشن

۶) دارالعلوم دیوبند کا جشن صد سالہ ۷) تحریک ریشمی رومال کا صد سالہ جشن

۸) مرکزی جمیعت اہل حدیث کے سالانہ جلسے

۹) ڈاکٹر ذاکر نائیک کا سالانہ دس روزہ جلسوں کے ساتھ اسلامی نمائش

۱۰) محمد ابن عبدالوہاب نجدی کے یوم وفات پر ہر سال کنگ سعود یونیورسٹی (ریاض) میں سالانہ جلسے کا انعقاد

کچھ ایسے جلوس جنہیں بدعت نہیں کہا جاتا

۱) ۱۹۵۰ء کی دہائی میں جماعت اسلامی پاکستان نے غلاف کعبہ تیار کر کے جلوس کی شکل میں شہر

میں گھمایا تھا اور پھر مکہ مکرمہ بھیجا گیا۔ جب اس پر اعتراض کیا گیا تو اس کا جواب مولانا ابوالاعلیٰ مودودی نے اس طرح دیا: ''غلاف کے کپڑے کا جلوس کرنا اور اس کی نمائش کا انتظام کرنا بلاشبہ ایک نیا کام تھا جو عہد رسالت اور زمانۂ خلافت راشدہ میں نہیں ہوا لیکن میں نے یہ کام اس بناء پر نہیں کیا کہ میں اصلاً اس کی نمائش کرنا چاہتا تھا اور اسے دھوم دھام سے بھیجنا ابتداء ہی سے میری اسکیم میں شامل تھا بلکہ میں نے یہ پروگرام اس لئے بنایا جب سارے ملک میں اس کے لئے عوام کے اندر بے پناہ جذبۂ شوق خود بخود بھڑک اٹھا اور مجھے اندیشہ ہوا کہ اگر یہ شوق خود اپنا راستہ نکالے گا تو بڑے پیمانے پر گمراہی پھیلنے کا موجب بن جائے گا۔

(مجلّہ ترجمان القرآن، ج ۶۰، عدد نمبر ۱)

۲) جماعت اسلامی کی سیرت مہم ''محمد (ﷺ) سب کے لیے'' (پونا) میں بنام ''ریلی'' جلوس نکالا گیا۔

۳) جمیعۃ علماء کی قیادت میں ہر سال کانپور میں جلوس ''عید میلاد النبی ﷺ'' نکلتا ہے۔

۴) مولانا عبدالعلیم فاروقی کی قیادت میں لکھنو میں ہر سال ''جلوس مدح صحابہ'' نکلتا ہے۔

شبہ نمبر۶: میلاد فاطمی شیعوں کی ایجاد ہے۔

شبہ کا ازالہ: جشنِ میلاد کے آغاز کے سلسلے میں مختلف اقوال ہیں۔

پہلا قول: مصر میں فاطمی حکومت سے کافی سال پہلے امام ابوالحسن عبیداللہ کرخی سے بھی یہ عمل ثابت ہے۔

ڈاکٹر حسن ابراہیم حسن لکھتے ہیں:

روی عن الامام الزاھد الکرخی وھو من زھاد القرن الرابع الھجری انه کان یولی یوم مولد الرسول ﷺ ماھو خلیق به من تعظیم وتقدیس وقد احتفل المسلمون منذ ذلک الحین بلیلة مولد الرسول ﷺ

(مجلّه لواء الاسلام، ربیع الاوّل ۱۳۶۸ھ صفحه ۴۸، ۴۹)

ترجمہ: امام زاہد کرخی کے بارے میں ہے جو چوتھی صدی ہجری کے نہایت ہی صاحب تقویٰ عالم

ہیں کہ وہ حضور علیہ السلام کی ولادت کے دن خوب تعظیم اور اس کے شایانِ شان اہتمام کرتے اس وقت سے مسلمان محفل میلاد سجاتے ہیں۔

یاد رہے ان بزرگ کا وصال ۳۴۰ ہجری میں یعنی مصر میں فاطمی حکومت سے اٹھارہ سال پہلے ہوا اس سے واضح ہوتا ہے کہ جشنِ میلاد فاطمی شیعوں کی ایجاد نہیں۔

دوسرا قول: بادشاہ مظفر الدین ابو سعید کوکبری کے زمانے میں اس کا آغاز ہوا۔

شبہ نمبر ۷: سب سے پہلے مجلس میلاد کا انعقاد کرنے والا یہ بادشاہ بے دین، ظالم، نفس پرست، فضول خرچی کرنے والا تھا۔

شبہ کا ازالہ: جی نہیں! بلکہ وہ نہایت متدین، نیک نفس اور سخی تھے اُن کا نام ابو سعید کوکبری تھا۔ مظفر الدین کوکبری کے نام سے معروف تھے۔

۱۔ اُن کی دین داری سے متعلق علماء کے اقوال:

☆ **امام ذہبی (۷۴۸ھ): فرماتے ہیں:**

و کان من ادین الملوک واجودھم واکثرھم برًا ومعروفاً

ترجمہ: یہ نہایت ہی دیندار، سخی اور بہت زیادہ نیک اور صالح حکمراں تھے۔ (**العبر ج ۲، ص ۲۲۴**)

و کان متواضعاً خیراً سنّیاً۔ وہ نہایت ہی متواضع، دیندار اور سُنّی تھے۔

(سیر اعلام النبلاء جلد ۱۶، ص ۲۸۵)

☆ **ابن خلکان لکھتے ہیں:** **وکان کریم الاخلاق کثیر التواضع حسن العقیدۃ سالم البطانہ شدید المیل الی اھل السنۃ والجماعۃ**

ترجمہ: اعلیٰ اخلاق کے حامل نہایت ہی متواضع، اچھے عقائد والے سلیم العقل اور اہل سنت والجماعت سے تھے۔ آگے لکھتے ہیں:

ولو استقصیت فی تعداد محاسنہ لطال الکتاب فی شھرۃ معروفہ غنیۃ عن الاطالۃ

ترجمہ: اگر میں ان کی اچھائیاں شمار کروں تو کتاب طویل ہو جائے گی۔ ان کا دیندار ہونا تحریر کا محتاج ہی نہیں۔

امام ابن خلکان کی یہ باتیں سنی سنائی نہیں بلکہ مشاہدہ ہے۔ لکھتے ہیں:

مع الاعتراف بجميلة فلم اذكر منه شيئا على سبيل المبالغة بل كل ماذكرت عن مشاهدة وعيان وربما حذفت بعضه طلبا للايجاز

ترجمہ: ان کے اوصاف کے اعتراف کے باوجود میں نے بطور مبالغہ کچھ نہیں لکھا بلکہ یہ تمام میرا مشاہدہ ہے اور اختصار کی وجہ سے بہت سی چیزیں میں نے حذف کر دی ہیں۔

(وفيات الاعيان ج ٣ ص ٥٣٩)

☆ حافظ ابن کثیرؒ (۷۷۴ھ): لکھتے ہیں:

محمود السيرة والسريرة۔ ترجمہ: یہ اعلیٰ سیرت اور پاک طینت حکمراں تھے۔

(البداية ج ١٣ ص ١٤٧)

ایک جگہ لکھتے ہیں: احد الملوک الامجاد۔ یہ بزرگ حکمرانوں میں سے ہیں۔

۲۔ اُن کے عدل وانصاف سے متعلق علماء کے اقوال:

☆ حافظ ابن کثیر: لکھتے ہیں: كان عاقلا عالما عادلاً۔

ترجمہ: یہ حکمراں نہایت ہی عاقل، عالم اور عادل تھے۔ (البداية ج ١٣، ص ١٤٧)

☆ ملک اشرف غسانی: لکھتے ہیں:

كان عادلاً شجاعا جواداً... حسن السيرة جيّد السياسة عطوفاً على الرعية۔

یہ عادل بہادر، سخی اعلیٰ کردار والے عمدہ سیاست اور رعایا پر نہایت ہی شفیق تھے۔

(العسجد المسبوک ج ١، ص ٤٥٣)

☆ شیخ سبط ابن جوزی (٦٥٤): بادشاہ مظفر الدین پر جبراً مال وصول کرنے کے الزام کا ذکر کر کے اس کا جواب یوں دیتے ہیں:

قلت ومع هذا المناقب فلا يسلم من السنة الناس ويقولون هذا يصادر ديوانه و دواوينه وكتابه ويستأصلهم.... وذكروا اشياء اخر من ذا مِن السنة الناس يسلم؟ اللهم غفرا (مرأة الزمان ج ٨، ص ٦٨٣)

ترجمہ: میں کہتا ہوں ان تمام اوصاف ومناقب کے باوجود لوگوں کی زبانوں سے یہ بھی محفوظ نہیں

رہے۔ لوگ کہتے ہیں یہ اپنے وزراء، دواوین اور ملازمین سے ظلماً مال وصول کرتا.... اس کے علاوہ بھی چیزیں لوگوں نے کہی ہیں۔ مگر لوگوں کی زبانوں سے کون بچا ہے؟ اللہ تعالیٰ لوگوں پر رحم فرمائے۔

آگے لکھتے ہیں:

ولعله اطلع منهم على خيانات فرأى اخذالاموال وانفاقها في ابواب الخير والقربات اولىٰ. (مرأة الزمان. ج ۸ ص ۶۸۳)

ترجمہ: ممکن ہے وہ ان کی خیانتوں پر مطلع ہوا ہو تو اس نے ان سے مال لے کر اچھے اور خیر کے کاموں میں خرچ کرنا بہتر محسوس کیا ہو۔

☆ امام یاقوت حموی نے من مانی اور ظلم کے ذریعے مال جمع کرنے کا ذکر کرنے کے بعد اس کا مصرف بھی بتایا:

وهو مع ذلک مفضل على الفقراء كثير الصدقات على الغرباء ويسيسر الاموال الجمة الوافرة يستفک بها الاسارى من ايدى الكفار.

ترجمہ: اس کے ساتھ ساتھ یہ فقراء پر شفقت کرنے والا، مسافروں پر کثیر رقم خرچ کرنے والا، کثیر اموال خرچ کر کے کفار سے مسلمان قیدیوں کو آزاد کروانے والا تھا۔ (معجم البلدان ج ۱، ص ۱۳۸)

۳۔ ترغیب اجتہاد سے متعلق علماء کے اقوال:

☆ شیخ ملک اشرف غسانی: لکھتے ہیں: وكان يميل لمذهب ابى حنيفة والشافعى۔

ترجمہ: یہ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے مقلد تھے۔ (العسجد المبسوک، ج ۱، ص ۴۵۳)

☆ ابن خلکان (۶۸۱): لکھتے ہیں:

وبنى مدرسة رتّب فيها فقهاء الفريقين من الشافعية والحنفية وكان كل وقت يأتيها بنفسه.

ترجمہ: اس نے ایک مدرسہ بنایا جس میں شوافع اور احناف کے فقہا اساتذہ مقرر کئے۔ اور ہر وقت یہ وہاں آتے جاتے۔ (وفیات الاعیان ج ۳ ص ۵۳۶)

☆ امام ذہبی (۷۴۸): نے بھی اسی حوالے سے لکھا ہے:

وبنى مدرسة للشافعية والحنفية وكان ياتيها كل وقت

ترجمہ: شوافع اوراحناف کے لئے مدرسہ بنایااوروہاں ان کی اکثر آمدورفت ہوتی۔

(تاریخ اسلام: ج۴۵ص۴۰۳)

۴۔ سادگی اور سخاوت سے متعلق علماء کے اقوال:

اس سلسلے میں ان کی اہلیہ محترمہ ربیعہ خاتون (سلطان صلاح الدین ایوّبی کی بہن) کی بات امام ابن کثیر کے حوالے سے نقل کی جارہی ہے:

☆ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

قالت زوجة ربيعة خاتون بنت ايّوب كان قميصه لايساوى خمسة دراهم فعاتبته ذالک فقال لبسى ثوباً بخمسة واتصدق بالباقى خيرمن البس ثوباً مثمناً وادع الفقير والمسكين.

ترجمہ: اُن کی اہلیہ ربیعہ خاتون بنت ایوب بیان کرتی ہیں کہ میرے خاوند کی قمیص پانچ درہم کے برابر بھی نہ ہوتی میں ان سے ناراض ہوتی تو فرماتے میرا پانچ درہم کا لباس پہننا اور باقی کا صدقہ کرنا بہتر ہے اس بات سے کہ میں قیمتی لباس پہنوں اور فقراء ومساکین کو چھوڑ دوں۔

(البدايه ج ۱۳ ، ص ۱۴۷)

☆ شیخ سبط ابن جوزی نے ان کی اہلیہ سے یہی بات یوں نقل کی ہے:

كان ثوبه يساوى خمسة دراهم من خام.

ان کا لباس کھردراپانچ درہم کے برابر تھا۔(مرأۃ الزمان ج۸ص۶۸۰)

۵۔ اُن کی شجاعت سے متعلق علماء کے اقوال:

اُن کے والد زین الدین علی کوجک جب فوت ہوئے تو ملک مظفر الدین کی عمر چودہ سال تھی۔ یہ سلطان صلاح الدین ایوبی کے پاس چلے گئے۔

شهد مع صلاح الدين مواقف كثيرة وابان فيها عن نجدة وقوة نفس وعزمة وثبت فى مواضع لم يثبت فيها غيره على ماتضمنته تواريخ الاصبهافى وبها ء الدين بن

شداد وغیر هما و شهرة ذلک تغنی عن الاطالة فیه و لو لم یکن له الّا وقعة حطین لکفته فانه وقف هو وتقی الدین صاحب حماة وانکسر العسکر باسره ثم لما سمعوا بوقوفهما ترجعوا حتی کانت النصرة للمسلمین فتح الله سبحانه علیهم.

ترجمہ: یہ سلطان صلاح الدین کے ساتھ کثیر معرکوں میں شریک ہوئے اور وہاں شجاعت، زیرکی اور پرعزم ہونے کے ایسے جوہر دکھائے اور ایسی جگہ پر کھڑے رہے کہ کوئی دوسرا کھڑا نہ رہ سکا جیسا کہ تواریخ عماد اصبہانی اور بہاء الدین بن شداد اور دیگر میں موجود ہے۔ ان چیزوں کا مشہور ہونا طوالت سے بے نیاز کر دیتا ہے۔

اگر واقعہ حطین کے علاوہ کوئی اور فضیلت نہ بھی ہوتی تو یہی کافی ہے کہ وہاں وہ اور صاحب حماۃ تقی الدین ہی ثابت قدم رہے باقی تمام لشکر بھاگ نکلا۔ جب انہوں نے ان دونوں کی ثابت قدمی سنی تو لوٹ آئے حتیٰ کہ مسلمانوں کو فتح ملی۔ (وفیات الاعیان ج۳ ص ۵۳۹)

تیسرا قول: شیخ عمر بن محمد بن ملاء نے سب سے پہلے جشنِ میلاد کا آغاز کیا۔

امام نوویؒ کے اُستاد امام عبدالرحمان ابوشامہؒ (۶۶۵ھ) بیان کرتے ہیں:

وکان اوّل من فعل ذلک بالموصل الشیخ عمر بن محمد الملّا احد الصالحین المشهورین و به اقتدیٰ فی ذلک صاحب اربل وغیره رحم الله تعالیٰ

ترجمہ: اور سب سے پہلے یہ عمل شہر موصل میں شیخ عمر بن محمد ملاّ نے کیا جو نہایت ہی صالح بزرگ تھے۔ صاحب اربل اور دیگر لوگوں نے ان کی پیروی میں یہ عمل شروع کیا۔

☆ شیخ سبط ابن الجوزی بیان کرتے ہیں:

وکان عمر الملاء من الصالحین وانّما سمّی الملاء لانه کان یملا تنانیر الاجر ویاخذ الاجرة فیتقوّت بها وکان ما علیه مثل القمیص والعمامة ما یملک غیره ولایملک من الدنیا شیئا وکان عالماً بفنون العلم.

ترجمہ: شیخ عمر ملاّ صالح عالم تھے۔ الملاّ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اینٹوں سے تنور بھرتے اور اس پر اجرت اور مزدوری حاصل کر کے گذارا کرتے۔ صرف قمیص اور عمامہ کے مالک تھے اس کے علاوہ ان کے پاس کچھ نہ ہوتا۔ اور دنیا میں کسی شئے کے مالک تھے۔ اور وہ کئی علوم وفنون کے ماہر تھے۔

وجميع الملوک والعلماء والاعيان يزورونه ويتبرکون به

ترجمہ: تمام حکمراں اہل علم اور کبار لوگ ان کی زیارت کرتے اور ان سے برکت حاصل کرتے۔

☆ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

وکان نور الدين يستقرض منه فی کل رمضان ما يفطر عليه وکان يرسل اليه بقتيت ورقاق فيفطر عليه جميع رمضان.

ترجمہ: سلطان نورالدین زنگیؒ ان سے افطار کے لئے اشیاء مانگا کرتے تھے، تو یہ اُن کی طرف کچھ خوراک اور روٹی کے ٹکڑے بھیجتے جن پر تمام رمضان سلطان افطاری کرتے تھے۔ (البدایہ، ص۱۲)

☆ میلاد پر سب سے پہلے مستقلاً کتاب لکھنے والے عالم شیخ الحافظ ابوالخطاب ابن دحیہ کے بارے میں امام ابنِ خلکان لکھتے ہیں وہ نہایت ہی جیّد عالم اور مشاہیر فضلاء میں سے تھے۔

(الحاوی للفتاویٰ ج ۱ ص ۱۹۰)

چوتھا قول: سلطان ملک شاہ سلجوقی نے سرکاری پیمانے پر سب سے پہلے محفل میلاد منعقد کی۔

بعض مورخین نے ۴۸۴ھ کے تحت جلال الدولہ سلطان ملک شاہ سلجوقی کے بارے میں لکھا ہے جب وہ مہمات سے فارغ ہوکر دوسری مرتبہ بغداد آئے تو انہوں نے خوب دھوم دھام سے محفل میلاد کا انعقاد کیا۔ امام عزالدین ابن اثیر شیبانی (۶۳۰ھ) لکھتے ہیں:

فی هذه السنة فی شهر رمضان وصل السلطان الی بغداد وهی المرة الثانية ونزل بدار المملکة و نزل اصحابه متفرقين ....وعمل الميلاد ببغداد و تانقوا فی عمله فذکر الناس انهم لم يروا ببغداد مثله ابداً

ترجمہ: اس سال (یعنی ۴۸۴ھ میں) ماہ رمضان میں سلطان بغداد آئے ان کی یہ آمد دوسری دفعہ تھی۔ وہ دارالمملکت میں اور ان کے رفقاء دیگر مقامات پر ٹھہرے....پھر انہوں نے بغداد میں میلاد کروایا، لوگ ان کے اس عمل پر بہت ہی خوش ہوئے لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کی مثل بغداد میں کبھی نہیں دیکھا۔ (الکامل فی التاریخ ج ۸ صفحہ ۳۴۹)

☆ امام ذہبیؒ اپنی کتاب تاریخ الاسلام میں ۴۸۴ھ کے تحت لکھتے ہیں:

فعمل الميلاد ببغداد　　　ترجمہ: بغداد میں میلاد کی محفل سجائی گئی۔

ہر مورخ نے سلطان ملک شاہ سلجوقی کو نہایت ہی صالح اور عادل حکمراں لکھا ہے۔

و ملک مالم یملکه احد من ملوک الاسلام بعد الخلفاء المتقدمین و خطب له علی جمیع منابر الاسلام سوی بلاد المغرب

ترجمہ: سابقہ خلفاء کے بعد مسلمان حکمرانوں میں اس قدر وسیع مملکت کا مالک کوئی اور نہیں ہوا....سوائے بلاد مغرب کے تمام منابر اسلام پر ان کا نام خطبہ میں لیا جاتا تھا۔

و کان من احسن الملوک سیرة حتی کان یلقب بالسلطان العادل.

ترجمہ: ان کی سیرت و کردار نہایت اعلیٰ اور خوبصورت تھا حتیٰ کہ انہیں سلطان عادل کا لقب دیا گیا۔ (وفیات الاعیان ج ۴، ص ۴۸۵)

☆ امام ذہبی لکھتے ہیں:

تملک من المدأمن مالم یملکه سلطان....و کان حسن السیرة

ترجمہ: یہ اتنے شہروں کے مالک تھے کہ کوئی بادشاہ اس قدر مالک نہ ہوا۔ اور ان کا کردار نہایت اعلیٰ تھا۔ (سیر اعلام النبلاء، ج ۱۴، ص ۱۴۳)

☆ امام عماد الدین مؤید (۷۳۲ھ) نے لکھا ہے:

و کان من احسن الناس صورة و معنی....و حملت له ملوک الروم الجزیة.

ترجمہ: یہ ظاہر و باطن میں نہایت اعلیٰ انسان تھے....شاہانِ روم کے پاس سے انہیں جزیہ آتا تھا۔
(المختصر فی الاخبار البشر ج ۲، ص ۲۰۳)

ان تینوں اقوال سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس کا آغاز کرنے والے نہ فاطمی شیعہ تھے اور نہ ظالم سلطان و فاسق علماء۔ بلکہ سب کے سب متدین عالم دین تھے۔ اس عمل کو بدعت کہنے پر زیادہ زور دینے کی وجہ شاید یہ ہو سکتی ہے کہ یہ سب کے سب مقلد تھے۔

میلاد مصطفیٰ ﷺ کی خوشی منانے پر اجر

فلمّا مات ابو لهب اريه بعض اهله بشّر حيبة قال له ماذا لقيت
قال ابو لهب لم الق بعد كم غير انى سُقيتُ فى هذا بعتاقتى ثويبة.

ترجمہ: جب ابولہب مرگیا تو اس کے کسی رشتہ دار نے خواب میں اس کو بُری حالت میں دیکھا تو پوچھا کہ کیا حال ہے؟ ابولہب نے کہا کہ تمہارے بعد مجھے کبھی آرام نہیں ملا صرف ذرا سا پانی مجھے پلایا گیا کیونکہ میں نے ثویبہ کو آزاد کردیا تھا۔ (بخاری کتاب النکاح حدیث نمبر ۵۱۰۱)

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام ابن حجر عسقلانی نے فتح الباری میں حضرت عباس کا قول نقل کیا ہے:

لما مات ابو لهب رايته فى منامى بعد حول فى شرّ حال فقال ما لقيت بعد كم راحة الّا ان العذاب يخفّف عنى كلّ يوم اثنين قال وذلك انّ النبى ﷺ ولد يوم الاثنين وكانت ثويبة بشّرت ابا لهب بمولده فاعتقها (فتح الباری، حدیث نمبر ۵۱۰۱ کے تحت)

ترجمہ: جب ابولہب مرگیا، میں نے ایک سال بعد خواب میں اسے بُری حالت میں دیکھا تو اس نے کہا کہ تمہاری جدائی کے بعد میں نے راحت نہیں پائی مگر ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب میں کمی جاتی ہے۔ راوی کہتے ہیں اور یہ اس وجہ سے ہے کہ پیر کے دن آپ ﷺ پیدا ہوئے اور ثویبہ نے آپ ﷺ کی پیدائش کی خبر ابولہب کو دی تو اس نے ثویبہ کو آزاد کردیا۔

اس واقعہ سے علماء امت نے اس پر استدلال کیا ہے کہ حضور علیہ السلام کی ولادت کی خوشی اگر کافر بھی کرے تو اسے بھی اجر ملتا ہے اور اسے محروم نہیں رکھا جاتا۔ اور اگر کوئی مسلمان کرے تو کیونکر محروم کیا جائے گا۔

اس روایت سے متعلق شبہات

ا۔ یہ روایت مرسل ہے۔ ۲۔ یہ خواب کا واقعہ ہے اور خواب حجتِ شرعی نہیں۔

۳۔ یہ روایت قرآنی آیات کے خلاف ہے۔

چنانچہ ابن حجر عسقلانی کا قول منکرین پیش کرتے ہیں:

اجیب اوّلا بان الخبر مرسل ارسله عروة ولم یذکر من حدّث به وعلیٰ تقدیر ان یکون موصولاً فالذی فی الخبر رؤیا منام فلا حجّة فیه.

ترجمہ: اس حدیث کے سلسلے میں پہلا جواب تو یہ ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے۔عروہ نے اس کو مرسلاً روایت کیا ہے۔عروہ نے یہ ذکر نہیں کیا کہ یہ حدیث اُن سے کس نے روایت کی۔اگر یہ مان لیا جائے کہ یہ حدیث موصول ہے تب بھی اس حدیث میں ایک خواب کی بات بیان کی جارہی ہے۔اور کسی کا خواب شریعت میں حجت نہیں ہوتا۔

جواب سے پہلے یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ محفلِ میلاد کے لئے یہ روایت ہمارے نزدیک بُنیادو حُجت نہیں۔اس پر کتاب وسنت سے دلائل اوپر بیان ہوچکے ہیں۔اور یہ روایت تو بطور تائید لائی جاتی ہے۔

شبہ نمبر۷: یہ روایت مرسل ہے اس لئے قابل قبول نہیں۔

شبہ کا ازالہ: حدیث مرسل کے حجّت ہونے پر علماء کے اقوال

۱) امام جلال الدین سیوطی امام ابنِ جریر کے حوالے سے لکھتے ہیں:

ترجمہ: تمام تابعین مرسل کے مقبول ہونے پر متفق ہیں۔ان میں کسی کا انکار منقول نہیں۔اس کے بعد دوسو سال تک کسی بھی امام نے انکار نہیں کیا۔ (تدریب الراوی، ج۱ص ۱۹۸)

۲) شارح مسلم امام نووی لکھتے ہیں: امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام احمد اور اکثر فقہا کے نزدیک مرسل قابل استدلال ہے۔اور امام شافعی کا مسلک یہ ہے کہ جب مرسل کی تائید کسی دوسرے ذریعے سے ہوجائے تو قابل استدلال ہے۔(مقدمہ مسلم)

۳) شیخ جمال الدین قاسمی لکھتے ہیں: مرسل ہر حال میں حجت ہے یہ امام مالک، امام ابوحنیفہ اور امام نووی کی روایت کے مطابق امام احمد، ابن قیم اور ابنِ کثیر کا قول ہے۔ (قواعد التحدیث، ص ۱۳۴)

۴) شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:

ارسال کمال وثوق و اعتماد کی وجہ سے ہوتا ہے۔ چونکہ گفتگو ثقہ میں ہو رہی ہے اور اگر وہ روایت ثقہ کے نزدیک صحیح نہ ہوتی تو وہ اسے روایت کرتے وقت یہ نہ کہتے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا ہے۔

(مقدمہ اشعۃ اللمعات)

۵) ڈاکٹر محمود طحان (أستاذ کلیۃ الشریعۃ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ) نے تین اقوال ذکر کئے ہیں۔ ان میں سے دوسرا تیسرا ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں۔

دوسرا قول یہ ہے کہ مرسل صحیح اور قابل استدلال ہوتی ہے۔ یہ تین ائمہ امام ابوحنیفہ، امام مالک اور مشہور قول کے مطابق امام احمد کا قول ہے۔ بشرطیکہ ارسال کرنے والا ثقہ ہو۔ اور ثقہ سے ارسال کرتا ہو۔

تیسرا قول یہ ہے کہ مرسل شرائط کے ساتھ مقبول ہوگی۔ یہ امام شافعی اور دیگر اہل علم کی رائے ہے۔ (تیسیر مصطلح الحدیث ص ۷۲)

۶) امام ابو داؤد: مراسل سے اکثر اسلاف مثلاً سفیان ثوری، مالک اور اوزاعی جیسے لوگ استدلال کرتے تھے۔ (رسالۃ ابی داؤد الی اھل مکۃ ص ۲۴)

☆ مرسل کے بارے میں معتدل رائے: اگر ارسال کرنے والے کے بارے میں معلوم و معروف ہے کہ ثقہ مشہور سے ہی ارسال کرتا ہے تو پھر اس کی روایت مقبول ہوگی ورنہ نہیں۔

۷) حافظ صلاح الدین ابوسعید خلیل (۷۶۱ھ) لکھتے ہیں کہ: مرسل روایت کے بارے میں دس اقوال ہیں۔ ساتواں قول یہ ہے کہ ارسال کرنے والے کی عادت اگر معلوم ہو کہ وہ ثقہ سے ہی ارسال کرتا ہے تو اس کی روایت مقبول ہوگی ورنہ نہیں۔ اور یہی قول مختار ہے۔

(جامع التحصیل ص ۴۸)

یہی وجہ ہے کہ امام شافعی فرماتے ہیں حضرت سعید بن مسیّب کی روایتِ مرسلہ میرے نزدیک مقبول ہے۔ چونکہ وہ ثقہ سے ہی ارسال کرتے ہیں۔

شیخ قفال مروزی امام شافعی کے حوالے سے لکھتے ہیں: ابن مسیّب کا ارسال ہمارے نزدیک حجت ہے۔(جامع التحصیل فی احکام المراسل ص ۴۶)

☆ ابوزید ضمیر: المرسل حجة عندنا (نماز کے دس مسائل، ص ۱۰)

ترجمہ: مرسل ہمارے نزدیک مقبول ہے۔

تعجب ہے غیر مقلدین اپنے مسئلے کو ثابت کرنے کے لئے مرسل کی حجیت پر دلیلیں لاتے ہیں اور عیدِ میلاد النبی ﷺ کی تائید کے لئے مرسل کو نامقبول ٹھہراتے ہیں۔

بعض خوابوں کے درست ہونے پر کتاب وسنت سے دلائل

شبہ نمبر ۸: یہ خواب کا معاملہ ہے اور خواب حجّتِ شرعی نہیں ہوتا۔

شبہ کا ازالہ: اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ غیر نبی کا خواب واقعتاً حجّتِ شرعی نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی ہم اس روایت کو بطور حجّت ذکر کرتے ہیں بلکہ ہم تو بطور تائید لاتے ہیں لیکن یہ کہاں لازم آتا ہے کہ اس سے کوئی فائدہ ہی نہ ہو۔ یہ بعینہ اسی طرح ہے جس طرح غیر مقلدین امام بخاری کی فضیلتِ مسلمہ کی تائید میں آپ کا خواب بیان کرتے ہیں۔

دیوبندی مکتبہ فکر سے تعلق رکھنے والے جناب عبدالمجید صدیقی نے اسلاف اور اپنے اکابر کے خوابوں پر مشتمل ایک مستقل کتاب بنام سیرت النبی بعداز وصال النبی تحریر کی ہے۔

☆ قرآن نے فی الجملہ غیر مسلم کے خواب کا سچّا ہونا اور اس سے باز حقائق کا پتہ چلنا بیان کیا ہے۔ سورہ یوسف (آیت نمبر ۳۶ تا ۴۲) میں ہے کہ قید میں حضرت یوسف علیہ السلام کے دو ساتھی تھے۔ انہیں خواب آیا۔ انہوں نے یوسف علیہ السلام سے بیان کیا۔ آپ نے ان کو تعبیر سے آگاہ فرمایا۔ جو سچّی ثابت ہوئی۔ آپ نے ان کے خواب سننے کے بعد انہیں توحید و ایمان کی طرف دعوت دی اس سے پتہ چلتا ہے کہ وہ دونوں حالتِ کُفر میں تھے۔

احادیثِ نبویہ میں ہے کہ رویا صالحہ کو بھی دین میں اہمیت اور فضیلت حاصل ہے۔

غیر نبی کے خواب کے صحیح ہونے سے متعلق احادیث

۱) بخاری شریف میں ہے(لم یبق من النبوة الّا المبشّرات قالوا وماالمبشّرات قال الرؤیا الصالحة)حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نبوت کے آثار میں سے اب کچھ باقی نہیں رہا۔مگر مبشّرات (یعنی نبوت میرے بعد ختم ہوجائے گی اور آئندہ ہونے والے واقعات معلوم کرنے کا کوئی ذریعہ مبشّرات کے سوا باقی نہ رہے گا۔) صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ مبشّرات کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا اچھے خواب (یعنی خوشخبری دینے والے خواب۔) (بخاری: حدیث نمبر۶۹۹۰)

۲) عن انس بن مالک رضی الله عنه ان رسول الله ﷺ قال "الرویا الحسنة من الرجل الصالح جزء من ستة واربعین جزأ من النبّوة

ترجمہ: حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ اچھے آدمی کا اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔ (بخاری، کتاب التعبیر حدیث نمبر۶۹۸۳)

۳) حضرت اُمّ العلیٰ کا قول:

رایت لعثمان عینا تجری فاخبرت رسول الله ﷺ فقال ذلک عمله

ترجمہ: حضرت اُمّ العلیٰ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت عثمان بن مظعونؓ کو خواب میں دیکھا کہ وہ ایک نہر کے کنارے بیٹھے ہیں تو میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب بیان کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا وہ اس کا عمل تھا۔ (بخاری حدیث نمبر۷۰۰۴)

اس کے علاوہ بخاری شریف میں حدیث نمبر۷۰۱۰، ۷۰۱۴، ۷۰۱۵اور ۷۰۱۶ میں بھی غیرِ نبی کے خواب کی صحت کا اثبات کیا گیا ہے۔

اس خواب کو حضرت عباس نے حالتِ بیداری میں بیان کیا ہے۔اب یہ صرف خواب نہیں بلکہ صحابیِ رسول کا قول ہے۔ جو کہ غیر قیاسی اور غیر اجتہادی ہونے کی وجہ سے مرفوع کا درجہ رکھتا ہے۔

اگر معاذ اللہ یہ غلط قسم کا خواب ہوتا تو حضرتِ عبّاس اسے بیان ہی نہ کرتے اور اگر انہوں نے بیان کر ہی دیا تھا تو دیگر صحابہ و تابعین اس کی تردید کرتے۔ حالانکہ ایسی کوئی بات کتب

احادیث میں نہیں۔ بلکہ سبھی اسے نقل کر کے اس سے مسائل کا استنباط کرتے ہیں۔

شبہ نمبر ۹: حضرت عباس کا یہ خواب اس لئے قابل اعتبار نہیں کہ اُس وقت وہ حالتِ کُفر میں تھے۔

شبہ کا ازالہ: اس کا جواب یہ ہے کہ اوّلاً ایک روایت کے مطابق وہ اسلام لا چکے تھے۔ کیونکہ خواب کا واقعہ جنگِ بدر کے دوسال بعد کا ہے۔ اس لئے ابولہب بدر کے ایک سال بعد مرا۔ پھر ایک سال بعد خواب میں حضرت عباس سے اُس کی ملاقات ہوئی۔ حالانکہ جب حضرت عباس بدر میں شرکت کے لئے آئے تو رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمادیا تھا کہ جو عباس بن عبدالمطلب کو پائے وہ انہیں قتل نہ کرے چونکہ وہ مجبوراً شریک ہوئے ہیں۔

(الکامل فی التاریخ ج ۲ صفحہ ۱۲۸)

اور اگر ان کو حالتِ کُفر پر تسلیم بھی کر لیا جائے تب بھی یہ روایت قابل قبول ہے کیونکہ "وقتِ تحمل" (حدیث سنتے وقت) اسلام شرط نہیں بلکہ "وقت ادا" (حدیث بیان کرتے وقت) شرط ہے۔ اور جب تابعین نے آپ سے یہ بات سنی تھی تو اس وقت یقیناً آپ مسلمان تھے محدثین نے یہ اصول بیان کیا ہے کہ اگر کسی شخص نے حالتِ کُفر میں حضور علیہ السلام سے کوئی بات سنی پھر اس نے اسے حالتِ اسلام میں بیان کیا خواہ حضور علیہ السلام کے وصال کے بعد بیان کیا ہو تب بھی وہ مقبول ہے۔ ہاں اگر اس نے ظاہری حیات میں اسلام قبول کر لیا تو صحابی بھی قرار پائے گا ورنہ وہ تابعی ہوگا۔

☆ **شیخ احمد محمد شاکر شرح الفیہ میں لکھتے ہیں:** وہ شخص جس نے رسول اللہ ﷺ سے اسلام لانے سے قبل کوئی بات سنی اور پھر آپ کے وصال کے بعد وہ اسلام لایا مثلاً تنوخی ہرکل کا قاصد تو اب وہ اگرچہ تابعی ہے مگر حدیث ان کی متصل ہوگی۔ چونکہ اعتبار روایت کا ہے یعنی انہوں نے وہ روایت حضور علیہ السلام سے کی ہے اگرچہ بوقتِ تحمل (حدیث سنتے وقت) مسلمان نہ تھے۔ لیکن بوقتِ ادا (حدیث بیان کرتے وقت) تو مسلمان تھے۔ (شرح الفیہ ص ۲۶)

شبہ نمبر ۱۰: یہ روایت درج ذیل قرآنی آیت کے منافی ہے:

۱۔ فلا یخفف عنهم العذاب ولاهم ینصرون

ترجمہ: اُن کے عذاب میں تخفیف نہ کی جائے گی اور نہ ہی ان کی مدد کی جائے گی۔ (سورہ بقرہ آیت ۸۶)

۲۔ واذا رأى الذين ظلموا العذاب فلا يخفف عنهم ولاهم ينظرون

ترجمہ: اور جب ظالم لوگ عذاب دیکھیں گے تو ان کے عذاب میں تخفیف نہیں کی جائے گی اور نہ ہی انہیں مہلت دی جائے گی (سورہ نحل آیت نمبر ۸۵)

جب قرآن نے واضح کر دیا کہ کفّار کے اعمال ضائع ہیں اُن پر کوئی اجر نہیں اور نہ ہی ان کے عذاب میں تخفیف ہوسکتی ہے۔تو روایتِ مذکورہ کس طرح قابل قبول ہوگی؟ چونکہ اس میں کافر ابولہب کے لئے دونوں چیزوں کا اثبات ہے۔اس کے عمل پر اجر ہے اور اس کے عذاب میں تخفیف بھی ہورہی ہے۔

شبہ کا ازالہ: یہاں یہ بات واضح رہنی چاہیے کہ محفلِ میلاد کے تمام مخالفین حضور کے چچا ابوطالب کے بارے میں مانتے ہیں کہ انہوں نے رسالت مآب ﷺ کی خدمت کی تھی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے عذاب میں تخفیف فرمادی تھی۔حالانکہ مخالفین کے نزدیک وہ بھی حالتِ کفر پر ہی فوت ہوئے تھے۔مسلم شریف میں ہے کہ حضور علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ: یارسول اللہ ﷺ! کیا آپ کی خدمت کے صلے میں ابوطالب کو کچھ نفع ہوا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ہاں اگر میں نہ ہوتا تو وہ جہنم کے نچلے طبقے میں ہوتے چونکہ انہوں نے میری خدمت کی ہے لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کے صلے میں اب اُن کے عذاب میں اتنی تخفیف کر دی ہے کہ ان کے فقط پاؤں کو تکلیف پہنچتی ہے۔(مسلم ج ا ص ۱۱۵)

تو جس طرح حضور علیہ السلام کے ایک چچا ابوطالب کے عذاب میں تخفیف ہوجانا ان آیات قرآنی کے مخالف نہیں تو اسی طرح ابولہب کے عذاب میں تخفیف ہونا بھی ان آیات کے منافی نہیں۔حالانکہ مخالفین کے نزدیک دونوں کفر پر فوت ہونے میں یکساں ہیں۔

اس باب میں ائمۂ کرام کی تصریحات

ہم ابتداء میں امام ابنِ حجر عسقلانی کی تحریر پیش کرتے ہیں جن کی آدھی ادھوری عبارت سنا کر علمی خیانت کرتے ہوئے لوگوں کو گمراہ کیا جاتا ہے کہ ان کا قول یہ ہے کہ یہ روایت قرآن کے خلاف ہے مگر آگے ان کا تطبیق دینا اور یہ فیصلہ صادر کرنا کہ یہ کافر کی بات نہیں بلکہ یہ

حبیبِ خدا ﷺ کے احترام اور اکرام کا معاملہ ہے۔ نقل نہیں کیا جاتا۔

۱) امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

وفي الحديث دلالة على ان الكافر قد ينفعه العمل الصالح في الآخرة؛ لكنه مخالف لظاهر القرآن قال الله تعالى (وَقَدِمْنَا اِلَى مَا عَمِلُوا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاهُ هَبَاءً مَنْثُورًا) واجيب اولا بان الخبر مرسل ارسله عروة ولم يذكر من حدثه به، وعلى تقدير ان يكون موصولا فالذي في الخبر رويا منام فلا حجة فيه، ولعل الذى رآها لم يكن اذ ذاك اسلم بعد فلا يحتج به، وثانياً على تقدير القبول فيحتمل أن يكون ما يتعلق بالنبي ﷺ مخصوصاً من ذلك، بدليل قصة ابى طالب كما تقدم انه خفف عنه فنقل من الغمرات الى الضحضاح. وقال البيهقي: ما ورد من بطلان الخير للكفار فمعناه انهم لايكون لهم التخلص من النار ولادخول الجنة، ويجوزان يخفف عنهم من العذاب الذي يستوجبونه على ما ارتكبوه من الجرائم سوى الكفر بما عملوه من الخيرات. واما عياض فقال: انعقد الاجماع على ان الكفار لا تنفعهم اعمالهم ولا يثابون عليها بنعيم ولا تخفيف عذاب، وان كان بعضهم اشد عذابا من بعض. قلت: وهذا لايرد الاحتمال الذي ذكره البيهقي، فان جميع ما ورد من ذلك فيما يتعلق بذنب الكفر، واما ذنب غير الكفر فما المانع من تخفيفه ؟ وقال القرطبي: هذا التخفيف خاص بهذا وبمن ورد النص فيه. وقال ابن المنير في الحاشية: هنا قضيتان احدهما محال وهي اعتبار طاعة الكافر مع كفره لان شرط الطاعة ان تقع بقصد صحيح، وهذا مفقود من الكافر. الثانية اثابة الكافر على بعض الاعمال تفضلا من الله تعالى، وهذا لايحيله العقل، فاذا تقرر ذلك لم يكن عتق ابي لهب لثويبة قربة معتبرة، ويجوز ان يتفضل الله عليه بما شاء كما تفضل على ابي طالب، والمتبع في ذلك التوقيف نفيا واثباتاً قلت: وتتمة هذا ان يقع التفضل المذكور اكراما لمن وقع من الكافر البر له ونحو ذلك، والله اعلم.

ترجمہ: اس حدیث میں اس بات پر دلالت ہے کہ بعض اوقات آخرت میں کافر کا عملِ صالح بھی اُسے مفید ہوسکتا ہے لیکن یہ بات ظاہر قرآن کے خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَ قَدِمْنَا اِلٰى مَاعَمِلُوْا مِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنٰهُ هَبَآءً مَّنْثُوْرًا

ترجمہ: اور (پھر) ہم ان کے اعمال کی طرف متوجہ ہوں گے جو انہوں نے زندگی میں کئے تھے تو ہم انہیں بکھرا ہوا غبار بنا دیں گے (الفرقان آیت نمبر ۲۳)

اوّلاً اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ خبر مرسل ہے کیونکہ عروہ نے یہ ذکر نہیں کیا کہ کس نے ان سے بیان کیا اگر اسے متصل تسلیم کر بھی لیا جائے تو یہ ایک خواب کا معاملہ ہے شاید خواب دیکھنے والا اس کے بعد مسلمان ہوا ہو۔ لہٰذا یہ حجّت نہیں۔ ثانیاً اگر ہم اسے قبول بھی کر لیں تو اس میں احتمال یہ ہے کہ یہ ہر کافر کا معاملہ نہیں بلکہ صرف رسالت مآب ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ اس پر قصۂ ابو طالب دلالت کرتا ہے جو پہلے گذرا کہ ان پر حضور علیہ السلام کی خدمت کی وجہ سے تخفیف ہوئی تو وہ جہنم کے نچلے طبقے سے منتقل ہو کر سب سے اوپر آ گئے۔ امام بیہقی نے فرمایا کہ کافر کے بارے میں جو وارد ہوا ہے کہ اس کا عملِ خیر باطل ہوا ہے اس کا معنیٰ یہ ہے کہ کافر دوزخ سے نجات پا کر جنت میں داخل نہ ہوگا۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ وہ اپنے اچھے اعمال کی وجہ سے کفر کے علاوہ باقی جرائم کے عذاب میں تخفیف پا لے۔ قاضی عیاض کہتے ہیں اس بات پر اجماع ہے کہ کافر کے اعمال اسے نفع نہیں دیں گے اور انہیں نعمتیں حاصل نہیں ہوں گی اور نہ عذاب میں تخفیف ہوگی۔ اگر چہ ان کے عذاب میں تفاوت ہے۔ میں (ابن حجر) کہتا ہوں یہ بات اس احتمال کو رد نہیں کر سکتی جس کا ذکر امام بیہقی نے کیا کہ جو کچھ وارد ہے وہ کفر کے ساتھ متعلق ہے۔ کفر کے علاوہ گناہوں کے عذاب میں تخفیف سے کون مانع ہے؟ اور امام قرطبی نے فرمایا کہ عذاب میں تخفیف ابولہب کے ساتھ اور اس شخص کے ساتھ مخصوص ہے جس کے بارے میں نص وارد ہے۔ (یعنی ہر کافر کے لئے نہیں)

وہاں ابنِ منیر نے حاشیے میں لکھا ہے کہ یہاں دو معاملات ہیں۔ ان میں سے ایک محال ہے۔ اور وہ یہ کہ اطاعت کافر کا اعتبار اُس کے کفر کے ساتھ کیا جائے۔ کیونکہ اطاعت کے لئے شرط ہے کہ اس میں قصد صحیح ہو۔ حالانکہ یہ کافر میں نہیں پایا جاتا۔ دوسرا یہ کہ کافر کو اس کے کسی عمل پر محض بطور فضلِ الٰہی فائدہ حاصل ہو اسے عقل محال نہیں سمجھتی جب یہ ضابطے واضح ہو گئے تو جاننا چاہیے کہ اگر چہ ابولہب کا ثویبہ کو آزاد کرنا اس کے کفر کی وجہ سے مقبول اطاعت نہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے اس پر تخفیف فرمائی ہو جیسے کہ اس نے ابو طالب کے بارے میں فضل فرمایا۔ ہم عذاب ماننے یا نہ ماننے دونوں میں شریعت کے تابع ہیں (ہماری عقل یہاں نہیں چل سکتی) میں (ابن حجر)

کہتا ہوں کہ ابنِ منیر کی تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ فضلِ مذکور (ابولہب پر عذاب میں تخفیف) اس ذاتِ اقدس کے اکرام میں کی ہے جس کی خاطر کافر سے نیکی صادر ہوئی تھی۔ (یعنی اس میں سرورِ عالم کا اکرام ہے نہ کہ کافر کا) (فتح الباری حدیث نمبر ۵۱۰۱ کے تحت)

۲) امام بدرالدین عینی نے بھی یہی گفتگو کی ہے البتہ اس میں یہ اضافہ ہے کہ اس حدیث سے یہ مسئلہ واضح ہورہا ہے کہ "بعض اوقات کافر کو ان اعمال پر ثواب ملتا ہے جو اہل ایمان کے لئے قربت کا درجہ رکھتے ہیں۔ جیسے کہ ابو طالب کے حق میں فرق صرف یہ ہے کہ ابولہب پر ابوطالب سے کم تخفیف ہے کیونکہ ابوطالب نے آپ ﷺ کی مدد و حفاظت کی اور ابولہب نے عداوت کی تھی۔" (عمدة القاری حدیث نمبر ۵۱۰۱ کے تحت)

(۳) امام کرمانی: العمل الصالح والخیر الذی بالرسول ﷺ من ذلک ان ابا طالب ایضا ینتفع بتخفیف العذاب

ترجمہ: کافر کا وہ عمل اور بھلائی جس کا تعلق اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ ہو اس پر کافر کو اجر وثواب دیا جاتا ہے۔ جیسا کہ ابوطالب کو عذاب میں کمی سے نفع پہونچتا ہے۔

(شرح البخاری: امام کرمانی: ج۱۹، ص۷۹)

(۴) امام بغوی: ھذا خاص بہ اکراما لہ ﷺ

ترجمہ: ابولہب کے عذاب میں تخفیف آپ ﷺ کے اکرام کی وجہ سے ہے۔

(شرح السنة: ج۹، ص۷۶)

(۵) علامہ عبدالحی لکھنوی: نے بھی عذاب میں تخفیف کا ذکر فرمایا ہے۔

(فتاوی عبدالحی: ج۲، ص۲۸۲)

عذاب میں تخفیف سے متعلق وہابی علماء کے اقوال

(۶) وہابیوں کے معتمد علیہ شیخ ابن قیم لکھتے ہیں:

فلم یضیع اللہ ذلک لہ وسقاہ بعد موتہ فی النقرة اللتی فی اصل ابہامہ

اللہ تعالیٰ نے اُس کا (ابولہب کا) یہ عمل ضائع نہیں فرمایا اور موت کے بعد بھی اُس کے اُس انگوٹھے سے اُسے پانی دیا جاتا ہے۔ (تحفة المودود باحکام المولود. ص ۱۹)

(۷) غیر مقلد عالم عثمان بن جمعہ ضمیر یہ لکھتے ہیں:

وھذا النفع انما ھو نقصان من العذاب

ترجمہ: یہ نفع عذاب میں تخفیف کی صورت میں تھا۔ (حاشیه تحفة المودود. ص ۱۹)

(۸) شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی نے اس روایت سے جوازِ میلاد پر استدلال کرتے ہوئے علامہ ابن جوزی کا قول نقل کیا ہے:

قال ابن الجوزی: فاذا کان ھذا أبو لھب الکافر الذی نزل القرآن بذمه جوزی بفرحه لیلة مولد النبی صلی الله علیه وسلم به فما حال المسلم الموحد من أمته صلی الله علیه وسلم یسر بمولده. (مختصر سیرة الرسول ﷺ، ج ۱ ص ۱۰)

ترجمہ: ابن جوزی نے کہا: جب کافر ابولہب کہ جس کی مذمت میں قرآن کریم کی سورۃ نازل ہوئی اسے نبی اکرم ﷺ کی ولادت کی شب خوش ہونے پر ثواب دیا جا رہا ہے تو آپ کی امت کا مؤمنِ موحّد جب آپ کی ولادت پر اظہارِ مسرت کرتا ہے تو وہ کس قدر نوازا جائے گا۔

(۹) مفتی رشید احمد لدھیانوی: جب ابولہب جیسے کافر کیلئے میلاد النبی کی خوشی کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوگئی تو جو کوئی اُمتی آپ علیہ السلام کی ولادت کی خوشی کرے اور حسب وسعت آپ کی محبت میں خرچ کرے تو کیونکر اعلیٰ مراتب حاصل نہ کرے گا۔ (احسن الفتاوی، ج ۱ ص ۳۴۷)

انعقادِ میلاد پر اَجر سے متعلق شیخ ابن تیمیہ کی رائے

☆ محبت و تعظیم اور اجتہاد کی وجہ سے اجر:

و کذلک ما یحدثه بعض الناس اِمّا مضاھاة للنصاری فی میلاد عیسیٰ علیه السلام و امّا محبة للنبی ﷺ و تعظیماً له و الله قد یثیبھم علی ھذا المحبة و الاجتھاد.

(اقتضاء الصراط المستقیم ص ۲۹۴)

ترجمہ: بعض لوگ جو محفل میلاد کا انعقاد کرتے ہیں اُن کا یا تو مقصد عیسائیوں کے ساتھ مشابہت ہے جس طرح وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا دن مناتے ہیں یا مقصد صرف حضور علیہ السلام کی محبت اور تعظیم ہے۔ اللہ تعالیٰ اُنہیں اس محبت اور اجتہاد پر ثواب عطا فرمائے گا۔

☆ حسنِ قصد پر اَجر:

واکثر هولاء الذین تجدونهم حرصاء علیٰ امثال هذا البدع مع مالهم فیها من حسن القصد والاجتهاد الذی یرجیٰ لهم به المثوبة

ترجمہ: ان میں سے اکثر لوگوں کو تم اس طرح کی بدعتوں پر حریص پاؤ گے لیکن اس کے ساتھ ان کے ایسی حسنِ نیت وقصد اور اجتہاد پر انہیں ثواب ملنے کی اُمید ہے۔

(اقتضاء الصراط المستقیم ص ۲۴۲، ۲۴۳)

محفلِ میلاد اور اکابر دیوبند وغیر مقلدین

☆ اکابر علمائے دیوبند کے پیرومرشد حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی: ''فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہوں بلکہ برکات کا ذریعہ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف اور لذت پاتا ہوں۔''

ایک جگہ لکھتے ہیں:

''رہا یہ عقیدہ کہ مجلس مولود میں حضور پُرنور ﷺ رونق افروز ہوتے ہیں تو اس عقیدہ کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے۔ یہ بات عقلاً ونقلاً ممکن ہے، بلکہ بعض مقامات پر واقع ہو بھی جاتی ہے۔ اگر کوئی شبہ کرے کہ حضرت ﷺ کو کیسے علم ہوا، آپ کئی جگہ کیسے تشریف فرما ہوئے، تو یہ شبہ بہت کمزور شبہ ہے۔ حضور ﷺ کے علم وروحانیت کی وسعت کے آگے جو صحیح روایات سے اور اہل کشف کے مشاہدے سے ثابت ہے یہ ادنیٰ سی بات ہے۔'' (فیصلۂ ہفت مسئلہ ص نمبر ۷، ۶)

☆ نواب صدیق حسن بھوپالی: اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز ذکر حضرت محمد ﷺ نہیں

کر سکتے تو ہر اسبوع (ہفتہ) یا ہر ماہ میں التزام اس کا کریں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت وسمت ودل وہدیٰ وولادت ووفات آنحضرت ﷺ کا کریں پھر ایام ماہ ربیع الاوّل کو بھی خالی نہ چھوڑیں اوران روایات واخبار وآثار کو پڑھے پڑھائیں جو صحیح طور پر ثابت ہیں

آگے لکھتے ہیں: جس کو حضرت ﷺ کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول پر اس نعمت کے نہ کرے وہ مسلمان نہیں۔

(الشمامة العنبرية فى المولد خير البرية، ص ۵)

☆ **نواب وحیدالزماں (غیر مقلد):**

وکذلک من یزجر الناس بالعنف والتشدد علی سماع الغناء أو المزامیر أو عقد مجلس للمیلاد أو قراءة الفاتحة المرسومة ویفسقهم أو یکفرهم علی هذا.

ترجمہ: ایسے ہی لوگوں کو سماع، غناء یا مزامیر یا محفل میلاد منعقد کرنے یا مروجہ فاتحہ پڑھنے پر ڈانٹ ڈپٹ کرنا یا اُن کو فاسق یا کافر قرار دینا اور تشدد کرنا نیکی کی بجائے گناہ حاصل کرنا ہے۔

(میلاد النبی ائمہ اور محدثین کی نظر میں، ص۳۸۸)

☆ **شیخ رشید احمد گنگوہی:** بچوں کا سالگرہ منانے اور اس میں کھانا کھلانے سے متعلق سوال کے جواب میں لکھتے ہیں سالگرہ یادداشتِ عمر اطفال (بچوں کی عمر) کے واسطے کچھ ہرج معلوم نہیں ہوتا اور بعد سال کے کھانا لوجہ اللہ تعالیٰ کھلانا بھی درست ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ ص۵۵۴)

☆ **مولانا محمد اقبال (مدینہ منورّہ):** لیکن آج کل صورت کچھ ایسی ہوگئی ہے کہ رسومات اور بدعات کے اندیشۂ وقوع کے مقابلہ میں ارتدادِ خفی میں لوگ مبتلا ہو رہے ہیں اور محبت وعظمت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی کمی کی وجہ سے اہانتِ رسول اللہ ﷺ تک نوبت پہنچ رہی ہے جو کہ کفر صریح ہے یعنی کے گڑھے کے خوف سے گہرے کنوئیں میں گر رہے ہیں اس لئے بعض دوسرے مصلحت اندیش علماء کے نزدیک دینی مصلحت ان مجالس کے قیام میں ہے کہ بدعت کے خوف کے مقابلے میں وقوع کفر زیادہ سخت ہے۔

(العطور المجموعة فى ذكر النبى الحبيب ﷺ، ص ۲۵)

محفلِ میلاد پر علمائے اُمّت کی چند کتابوں کے نام

نمبر	کتاب	مصنف
۱۔	حسن المقصد فی عمل المولد۔	امام جلال الدین سیوطی (۹۱۰ھ)
۲۔	جزء فی المولد الشریف۔	امام سخاوی (۹۰۲ھ)
۳۔	المورد الروی فی المولد النبوی۔	ملا علی قاری (۱۰۱۴ھ)
۴۔	مولد النبی ﷺ۔	امام ابن کثیر (۷۷۴ھ)
۵۔	المورود الھنی فی المولد السنی۔	حافظ عراقی (۸۰۸ھ)
۶۔	جامع الآثار فی المولد النبی المختار (تین جلدیں)۔	حافظ ابن ناصر الدین دمشقی (۸۴۲)
۷۔	اللفظ الرائق فی مولد خیر الخلائق (مختصر)۔	حافظ ابن ناصر الدین دمشقی (۸۴۲)
۸۔	مورد الصادی فی مولد الھادی۔	حافظ ابن ناصر الدین دمشقی (۸۴۲)
۹۔	عرف التعریف بالمولد الشریف۔	امام شمس الدین محمد الجزری (۶۶۰ھ)
۱۰۔	المیلاد النبوی رمولد العروس۔	امام ابن الجوزی (۵۹۷ھ)
۱۱۔	التنویر فی مولد السراج المنیر۔	امام ابوالخطاب ابن دحیہ کلبی (۶۳۳ھ)
۱۲۔	نظم البدیع فی مولد النبی الشفیع۔	امام یوسف بن اسمٰعیل نبہانی (۱۳۵۰ھ)
۱۳۔	الاحتفال بالمولد النبوی الشریف۔	مفتی اعظم مکہ مکرمہ علامہ محمد علوی مالکی
۱۴۔	مولد النبی ﷺ۔	شیخ سید جعفر البرزنجی (۱۱۷۷ھ)
۱۵۔	مولد الدبیع۔	امام عبدالرحمٰن المعروف بہ ابن الدبیع الشیبانی (۹۴۴ھ)
۱۶۔	سمط الدرر فی اخبار مولد خیر البشر ﷺ۔	امام علی بن محمد الحبشی
۱۷۔	مولد الغرب۔	شیخ محمد الغرب
۱۸۔	مولد النبی ﷺ	شیخ ابن احمد العدوی (۱۲۰۱ھ)
۱۹۔	الشمامۃ العنبریہ فی مولد خیر البریہ	نواب صدیق حسن بھوپالی (غیر مقلد)
۲۰۔	تحریر الکلام فی القیام عند ذکر مولد سید الانام	امام ابن حجر مکی شافعی (۹۷۴ھ)
۲۱۔	تحفۃ الاخیار فی مولد المختار	امام ابن حجر مکی شافعی (۹۷۴ھ)
۲۲۔	مولد النبی ﷺ	امام ابن احمد الشربینی (۹۷۷ھ)
۲۳۔	مولد النبی ﷺ	امام عبدالھادی الابیاری (۱۳۰۵ھ)

۲۴۔ الیمن والاسعاد بمولد خیر العباد — امام محمد بن جعفر الکتانی (۱۳۴۵ھ)

۲۵۔ موعد الکرام لمولد النبی علیہ السلام — امام برہان الدین ابراہیم بن عمر الجعبری (۷۳۲ھ)

۲۶۔ المولد الجسمانی والمورد الروحانی — ابن الشیخ شمس الدین شیخ حمد اللہ

۲۷۔ الدر المنظم فی مولد النبی المعظم ﷺ — امام ابوالقاسم محمد بن عثمان دمشقی

۲۸۔ اللفظ الجمیل بمولد النبی الجلیل ﷺ — امام ابوالقاسم محمد بن عثمان دمشقی

۲۹۔ النفحۃ العنبریہ فی مولد خیر البریہ — امام مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (۸۱۷ھ)

۳۰۔ مفتاح السرور والافکار فی مولد النبی المختار ﷺ — امام ابوالحسن احمد بن عبداللہ البکری

☆ مکتبۃ جامعۃ الملک سعود ''قسم المخطوطات'' میں میلاد النبی کے موضوع پر درجنوں مخطوطات موجود ہیں جن میں ایک مخطوطہ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی طرف بھی منسوب ہے۔

حوالہ (www.al-mostafa.com)

شبہ نمبر ۱۱ : ۱۲ ربیع الاول یوم ولادت نہیں ہے بلکہ یوم وفات ہے۔ اس لئے اس دن خوشی کی بجائے غم منانا چاہیے۔

شبہ کا ازالہ: بارہ ربیع الاوّل کے یومِ ولادت ہونے پر حدیث

حضرت امام ابوبکر بن ابی شیبہ روایت کرتے ہیں:

عن عفان عن سعید بن مینار عن جابر و ابن عباس انهما قال ولد رسول الله ﷺ عام الفیل یوم الاثنین الثانی عشر من شهر ربیع الاوّل

عفان سے روایت ہے وہ سعید بن مینار سے روایت فرماتے ہیں اور وہ حضرت جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم سے راوی کہ یہ دونوں (حضرت جابر اور ابن عباس رضی اللہ عنہم) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت عام الفیل میں پیر کے روز بارہ ربیع الاوّل کو ہوئی۔

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد امام ابن کثیر لکھتے ہیں:

وهذا هو المشهور عند الجمهور

ترجمہ: جمہور کے نزدیک یہی قول (۱۲ ربیع الاوّل) مشہور ہے۔

(السیرۃ النبویہ لابن کثیر جلد ۱، صفحہ ۱۹۹، البدایہ و النہایہ جلد ۲، صفحہ ۲۶۰)

۱۲ربیع الاول کو یوم ولادت لکھنے والے ائمہ کرام کے اسمائے گرامی

۱)	امام ابن جریر طبری۔	(تاریخ طبری: ج۲، ص ۱۲۵)
۲)	امام محمد بن اسحاق، امام ابن ہشام	(السیرۃ النبویہ لابن ہشام، ج۱،ص۱۸۱)
۳)	امام ابن الجوزی	(الوفاء: ج۱،ص۹۰)
۴)	علامہ ابن خلدون	(تاریخ ابن خلدون: ج۲،ص۷۱۰)
۵)	امام ابوالفتح الشافعی	(عیون الاثر: ج۱،ص۲۶)
۶)	امام ابن حجر مکی	(النعمۃ الکبری علی العالم: ص۲۰)
۷)	امام حاکم	(مستدرک للحاکم: ج۲،ص۶۰۳)
۸)	امام برہان الدین حلبی	(سیرت حلبیہ: ج۱،ص۵۷)
۹)	امام بیہقی	(دلائل النبوۃ امام بیہقی: ج۱،ص۷۴)
۱۰)	امام ابن حبان	(السیرۃ النبویہ واخبار الخلفاء: ۳۳-۴)
۱۱)	امام سخاوی	(التحفۃ اللطیفہ: ج۱،ص۷)
۱۲)	امام ابوالحسن ماوردی	(اعلام النبوۃ: ج۱،ص۲۷۰)
۱۳)	ملا معین واعظ کاشفی	(معارج النبوۃ: ج۱،ص۳۷، باب سوم)
۱۴)	علامہ عبدالرحمٰن جامی	(شواہد النبوۃ: ص۲۲)
۱۵)	محدث سید جمال حسینی	(رسالت مآب ترجمہ روضۃ الاحباب: ص۹)
۱۶)	امام ابو معشر نجیح	(السیرۃ النبویہ: امام ذہبی۔ ج۱،ص۷)
۱۷)	ملا علی قاری	(المورد الروی: ص۹۸)
۱۸)	شارح بخاری امام قسطلانی	(المواہب اللدنیہ: ج۱،ص۱۴۲)
۱۹)	امام زرقانی	(زرقانی علی المواہب: ج۱،ص۱۳۲)

۲۰) امام حسین بن محمد دیار بکری (تاریخ الخمیس: ج۱،ص۱۹۶)
۲۱) شیخ عبدالحق محدث دہلوی (ما ثبت بالسنۃ: ۱۴۹)
۲۲) امام یوسف نبہانی (حجۃ اللہ علی العالمین: ص۱۷۲)

غیر مقلدین اور دیوبندی علماء کے اقوال

۲۳) نواب صدیق حسن بھوپالی (الشمامۃ العنبر یہ فی مولد خیر البریہ: ص۷)
۲۴) سید سلیمان ندوی (رحمت عالم: ص۱۳)
۲۵) شیخ عبدالستار (کرام محمدی: ص۲۷۰)
۲۶) شیخ صادق سیالکوٹی (سید الکونین: ص۵۹۔۶۰)
۲۷) ابوالقاسم محمد رفیق دلاوری (سیرت کبری: ج۱،ص۲۲۴)
۲۸) مفتی محمد شفیع (کراچی) (سیرت خاتم الانبیاء: ص۲۰)
۲۹) شیخ اشرف علی تھانوی (ارشاد العباد فی عید المیلاد: ص۵)
۳۰) شیخ اسلم قاسمی (سیرت پاک: ص۲۲)
۳۱) ولی رازی (ہادیء عالم: ص۴۳)
۳۲) سید ابوالاعلی مودودی (سیرت سرور عالم: ج۱،ص۹۳)
۳۳) سید محمد میاں دیوبندی (سیرت مبارکہ: ج۱،ص۶)
۳۴) سید ابوالحسن علی ندوی (قصص النبیین: ج۵،ص۴۸)
۳۵) سر سید احمد خان (سیرت محمدی: ص۲۱۷)
۳۶) قاری محمد طیب (خطبات حکیم الاسلام: ج۲۔ص۱۴)
۳۷) مفتی زین الدین سجاد (تاریخ ملت: ص۳۴)
۳۸) احتشام الحق تھانوی (ماہنامہ محفل لاہور: مارچ ۱۹۸۱،ص۶۵)
۳۹) خواجہ محمد اسلام (محبوب کے حسن و جمال کا منظر: ص۱۱)

۴۰) مفتی اعزاز علی دیوبندی (نفحۃ العرب:۱۴۱)

۴۱) طالب ہاشمی (ہمارے رسول پاک:ص۴۳)

۴۲) احمد علی لاہوری (ہفت روزہ خدام الدین:۱۸مارچ ۱۹۷۷،ص ۷)

۴۳) عبدالماجد دریابادی (رسول نمبر۔ ماہنامہ خاتون، پاکستان:ص۳۶)

۴۴) عنایت علی شاہ (باغ جنت:ص۴۸۹)

۴۵) قاضی نواب علی (رسول اکرم:ص۲۔۲۲)

۴۶) عبدالمعبود دیوبندی (تاریخ المکۃ المکرّمہ:ص۲۱۱)

☆ امام ابن عساکر، زبیر بن بکار، امام ابن الجوزی اور امام ابن الجزار نے ۱۲ ربیع الاول کے یوم میلاد ہونے پر اہل تحقیق کا اجماع نقل کیا ہے۔

اس کے علاوہ اہل مکہ، اہل مدینہ اور تمام بلاد اسلامیہ میں ۱۲ ربیع الاول ہی کو یوم میلاد منانے کا قدیم معمول ہے۔

تاریخِ وِصال سے متعلق اقوال

(۱ ربیع الاوّل):

۱) حضرت عروہ بن زبیر ۲) حضرت موسیٰ بن عقبیٰ ۳) امام ابن شہاب زہری

۴) امام ابونعیم الفضیل بن دکین ۵) شبلی نعمانی

(۲ ربیع الاوّل):

۱) حضرت عبداللہ ابن عباس ۲) حضرت انس بن مالکؓ ۳) حضرت سعید بن جبیر (تابعی)

۴) امام سلیمان بن طرخان التیمی ۵) حضرت عنترہ بن عبدالرحمٰن الشیبانی

۶) حضرت سعد بن ابراہیم الزہری ۷) حضرت محمد بن قیس المدنی

۸) امام محمد باقر بن امام زین العابدین رضی اللہ عنہم

امام ابن حجر عسقلانی نے مفصل بحث کر کے ۲/ ربیع الاوّل کو ترجیح دی ہے اور ۱۲/ ربیع الاوّل کے یوم وصال ہونے کو عقل و نقل کے خلاف ثابت کر کے اسے راوی کا وہم اور غلط قرار دیا ہے۔

(فتح الباری ج ۸، ص ۱۳۰)

اس کے علاوہ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ (سورہ مائدہ آیت: ۳) اس آیت کے تحت جمہور مفسرین کا اسی قول پر اجماع ہے۔

۱۲/ ربیع الاوّل اکثر محققین کے نزدیک یوم وصال نہیں۔ اگر یہ آپ کا یوم وصال ہے تب بھی اس میں خوشی منانے پر کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئیے کیونکہ احادیث سے ثابت ہے کہ حضور پاک علیہ السلام کی ولادت و وصال دونوں اُمّت کے حق میں باعث خیر ہیں۔

☆ حدیث: حياتي خير لكم تحدثون ويحدث لكم فاذا انامت كانت وفاتي خير الكم تعرض علي اعمالكم فان رأيت خيراً حمدت الله تعالىٰ وان رأيت شراً استغفرت لكم.

ترجمہ: میری حیات تمہارے لئے بہتر ہے تم مجھ سے گفتگو کا شرف پاتے ہو اور تمہیں احادیث بیان کی جاتی ہیں اور میرا وصال تمہارے حق میں بہتر ہے۔ جب میرا وصال ہو جائے گا تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جائیں گے۔ اگر میں بھلائی دیکھوں گا تو اللہ کی حمد کروں گا اور اگر شر دیکھوں گا تو تمہارے لئے استغفار کروں گا۔ (احقاقِ حق ص ۶۷، بحوالہ مسند بزار، ج ۵ ص ۳۰۸)

☆ حافظ عراقی نے " طرح التشريب " میں اس کی سند کو جیّد کہا ہے۔

(حاشیۂ احقاقِ حق ص ۶۷)

غم نہ کرنے سے متعلق اقوال

احادیث میں نوحہ، ماتم اور سوگ سے منع کیا گیا ہے۔ حدیث شریف میں ہے:

اُمرنا ان لاّ نحدّ علیٰ میّت فوق ثلاث اِلّا لزوج

ترجمہ: ہمیں حکم دیا گیا ہے کسی وفات یافتہ پر تین دن کے بعد غم نہ منائیں۔ مگر شوہر پر۔

(موطا امام مالک ص ۲۱۹)

☆ امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں: ربیع الاوّل میں آپ ﷺ کی ولادت پر خوشی کا اظہار کیا جائے نہ کہ وصال کا غم۔ (الحاوی للفتاویٰ ج ۱، ص ۱۹۳)

☆ مفتی عنایت احمد کاکوروی: اہل حرمین کا عمل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ علماء نے لکھا ہے کہ اس محفل میں ذکرِ وفات نہ کرنا چاہیئے اس لئے کہ یہ محفل واسطے خوشی میلاد شریف کے منعقد ہوتی ہے۔ ذکرِ غم جانکاہ اس محفل میں نازیبا ہے۔ حرمین شریفین میں ہرگز عادت ذکرِ قصۂ وفات کی نہیں۔ (تواریخ حبیب الله، ص ۱۵)

☆ جمعہ کا دن حضرت آدم علیہ السلام کا یومِ پیدائش اور یومِ وصال ہونے کے باوجود عید کا دن ہے۔

حدیث: ان من افضل ایّامکم یوم الجمعة فیه خلق آدم و فیه قبض

ترجمہ: تمہارے دنوں میں افضل دن جمعہ کا دن ہے۔ اسی روز حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی روز آپ نے وصال فرمایا۔ (سنن نسائی ج ۱، ص ۱۵۰)

حدیث: انَّ ھٰذا یوم عید

ترجمہ: یہ (جمعہ) عید کا دن ہے۔ (سنن ابن ماجہ ج ۱ ص ۷۸)

زندہ نبی کا غم کیوں منائیں؟

۱) ان اللّٰہ حرّم علی الارض ان تأکل اجساد الانبیاء فنبیّ اللّٰہ حي یرزق.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے زمین کیلئے انبیائے کرام کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ پس اللہ کے نبی زندہ ہوتے ہیں اور رزق دیئے جاتے ہیں۔ (ابنِ ماجہ حدیث نمبر ۱۶۳۷)

۲) ملّا علی قاری فرماتے ہیں:

لیس ھناک موت ولا فوت بل انتقال من حال الی حال

ترجمہ: وہاں نہ موت ہے اور نہ وفات بلکہ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف منتقل ہونا ہے۔ (شرح الشفاء)

۳) غم کرنے کا مشورہ دینے والوں کے معتمد علیہ امام شیخ ابن تیمیہ لکھتے ہیں:

لیس من دین الاسلام احیاء ذکری المصائب.

ترجمہ: مصیبتوں کی یادگار منانا دین اسلام سے نہیں۔ (اقتضاء الصراط المستقیم ۲۴۷)

شبہ نمبر ۱۲: عیدیں تو صرف دو ہی ہیں پھر یوم ولادتِ نبوی ﷺ کو عید قرار دینا کیسے درست ہو سکتا ہے؟

شبہ کا ازالہ: بے شک شرعی عیدیں تو دو ہی ہیں لیکن عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے علاوہ درج ذیل ایام کو بھی عید سے تعبیر کیا گیا ہے۔

(۱) یوم جمعہ: ان ھذا یوم عید. یعنی یہ (جمعہ) عید کا دن ہے۔ (سنن ابن ماجہ ج ۱ صفحہ ۷۸)

(۲) یوم عرفہ: الیوم اکملت لکم دینکم . (مائدہ آیت نمبر ۳) کے نزول سے متعلق حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا:

فانّها نزلت فی یوم عیدین فی یوم جمعة ویوم عرفة (ترمذی ۳۰۴۴)

ترجمہ: یہ آیت اس دن نازل ہوئی جس دن دو عیدیں جمع تھیں یوم جمعہ اور یوم عرفہ۔

اس حدیث کو شیخ البانی نے ''صحیح الاسناد'' کہا ہے۔

(۳) ایام تشریق: حضرت عقبہ بن عامرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:
''تشریق کے دن ہمارے لئے عید ہے۔'' (مستدرک۔ ج ۱ ص ۶۰۰)

(۴) یوم نزول مائدہ: سورہ مائدہ آیت نمبر ۱۱۴ میں ہے:

رَبَّنَآ اَنْزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَةً مِّنَ السَّمَآءِ تَكُوْنُ لَنَا عِيْدًا لِّاَ وَّلِنَا وَاٰخِرِنَا

ترجمہ: اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے خوان (نعمت) نازل فرما دے کہ (اس کے اترنے کا دن) ہمارے لیے عید ہو جائے، ہمارے اگلوں کے لیے بھی اور ہمارے پچھلوں کے لیے بھی

☆ امام جلال الدین سیوطی شیخ ابو الطیب محمد بن ابراہیم البستی (متوفی ۶۹۵ھ) کے حوالے سے لکھتے ہیں: وہ ۱۲ ربیع الاوّل کو ایک مدرسہ کے پاس سے گزرے تو وہاں کے ذمہ دار کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے فقیہہ! آج خوشی کا دن ہے لہٰذا بچوں کو چھٹی دے دو۔

(الحاوی للفتاویٰ ج ۱ ص ۱۹۷)

☆ شارح بخاری امام قسطلانی (متوفی ۹۲۳ھ) لکھتے ہیں: اللہ تعالیٰ ہر اس شخص کو سلامت رکھے جس نے آپ ﷺ کے میلاد کے مہینے کی راتوں کو عید منا کر ہر اُس شخص پر شدت کی جس کے دل میں (مخالفت کا) مرض ہے۔ (المواهب اللدنية. ج ۱، ص ۱۴۸)

شبہ نمبر ۱۳: بعض حضرات جوازِ میلاد کے قائل اسلاف کے بارے میں یہ حدیث پیش کرتے ہیں کہ عالم کی لغزش اسلام کو ڈھا دیتی ہے۔

شبہ کا ازالہ: اگر جوازِ میلاد کے قائلین علماء ایک دو ہوتے تو یہ بات کہی جا سکتی تھی کہ اُن سے لغزش ہو گئی لیکن جوازِ میلاد کا فتویٰ دینے والے سب کے سب علماء ایسے ہیں جن پر علومِ دینیہ میں اعتبار کیا جاتا ہے بلکہ بخاری شریف کے چاروں مشہور شارحین امام ابن حجر عسقلانی (صاحبِ فتح الباری)، امام ابن رجب حنبلی (صاحبِ فتح الباری)، امام بدر الدین عینی (صاحبِ عمدۃ القاری)، امام قسطلانی (صاحبِ ارشاد الساری) جن کی شروحاتِ بخاری پڑھے بغیر آج کے زمانے میں فہم بخاری کا دعویٰ کیا ہی نہیں جا سکتا وہ سب کے سب جوازِ میلاد کے قائل تھے۔ جواز کا فتویٰ دینے والے علماء و اسلاف کی طویل فہرست ہے اگر یہ عمل بدعتِ سیئہ ہوتا تو منع کرنے والوں کی بھی طویل فہرست ہوتی۔

حدیث شریف میں ہے: ان الله لا يجمع امتى علىٰ ضلالة

ترجمہ: حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی میں جمع نہیں کرے گا۔
(ترمذی حدیث نمبر ۲۰۶۷)

غیر مقلد عالم شیخ انصاری نے شیخ محمد بن موصلی کا "اسلاف کے قول کے مخالف نئے اقوال کی تردید" میں یہ قول ذکر کیا ہے۔

"یا وہ نیا قول غلط یا سلف کا قول غلط ہوگا۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ہر عاقل اُس نئے قول کو ہی غلط کہے گا۔ چونکہ اسے غلط کہنا اسلاف کو غلط کہنے سے بہتر ہے۔"

(القول الفصل ص ۷۷)

عیدِ میلاد النبی ﷺ اِس طرح منائیں

ا/ربیع الاوّل سے ۱۲/ربیع الاوّل کے دوران

(۱) قرآن کریم کے ۱۲ پارے یا ۱۲ سورتیں یا ۱۲ رکوع کی تلاوت کریں اور ترجمہ وتفسیر کے ذریعے ان کا معنی سمجھنے کی کوشش کریں۔

(۲) ان ۱۲ دنوں میں جتنا زیادہ ہوسکے درود پاک کا وِرد کریں۔

(۳) پیر کے دن شکرانے کا نفلی روزہ رکھیں، پیر کے روزے کے بارے میں حضور اکرم ﷺ سے پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ: ''میں اس دن روزہ رکھتا ہوں کیونکہ اسی دن میں پیدا ہوا تھا اور اسی دن مجھ پر پہلی وحی نازل ہوئی تھی۔'' (مسلم شریف)

(۴) اپنی حیثیت کے مطابق چند مسکینوں اور فقیروں کو کھانا کھلائیں۔

(۵) کسی نادار، بے سہارا بیوہ کے لئے کپڑوں کا یا دوسری ضروریاتِ زندگی کا انتظام کریں۔

(۶) کسی غریب یا یتیم بچّے کے لیے کتابوں یا فیس کا انتظام کریں۔

(۷) کسی نادار مریض کی دوا کا انتظام کریں یا کم از کم اپنے محلے یا رشتے داروں میں کسی مریض کی عیادت کو جائیں۔ (ہوسکے تو اپنے علاقے میں مفت ہیلتھ کیمپ کا اہتمام کریں۔)

(۸) اگر کسی ضرورت مند نے ہم سے قرض لیا ہو تو محض اللہ کی خاطر اور حضور ﷺ کے یوم ولادت کی خوشی میں اپنی استطاعت اور گنجائش کے مطابق یا تو پورا قرض معاف کردیں یا اس میں سے کچھ رقم معاف کردیں یا پھر کم از کم قرض کی واپسی کی مدت بڑھا دیں۔

(۹) اپنے غیر مسلم دوستوں سے ملاقات کریں اُن کو کوئی تحفہ دیں اور ساتھ میں اسلام کے تعارف یا سیرت پاک سے متعلق کوئی کتاب ان کو پیش کریں، یا کم از کم زبانی اسلام کی تعلیمات اور حضور ﷺ کے بارے میں اُن کو بتائیں۔

(۱۰) اپنے گھر، محلے، یا علاقے میں پیڑ لگائیں، حضور ﷺ نے فرمایا: مسلمان جب کوئی درخت لگاتا

ہے تو جب تک اُس درخت کا پھل کھایا جائے گا اور لوگ اُس کے سائے میں بیٹھیں گے اُس وقت تک درخت لگانے والے کے لئے صدقۂ جاریہ ہوگا۔ اور پیڑ لگانا آج ماحولیات کی حفاظت کیلئے مفید ہے۔

(بشکریہ: خانقاہِ عالیہ قادریہ بدایوں شریف)

جلوس نکالنے والی تنظیموں کے ذمہ داران وشرکائے جلوس سے گزارشات وہدایات

(۱) راستہ چلتے ہوئے نظریں نیچے کریں اور راستے کے آداب کا خیال رکھیں۔

(۲) حتیٰ الامکان اسلامی لباس اور ٹوپی اپنائیں۔

(۳) غلط نعروں اور نعرے کے غلط انداز سے اجتناب کریں۔ پٹاخے بازی سے مکمل اجتناب کریں۔

(۴) فلمی گانے، باجوں اور میوزک سے بچیں۔

(۵) ڈیکوریشن پر خرچ کے ساتھ ساتھ اپنے محلے کے یتیموں، بیواؤں اور ضرورت مند طلباء اور مریضوں پر خرچ کی طرف توجہ کریں۔

(۶) دورانِ جلوس سختی کے ساتھ نمازوں کی پابندی کریں۔

(۷) خواتین کو شرکت سے باز رکھیں۔

(۸) اس کارِ خیر کے لئے غیروں سے چندہ نہ لیں۔

(۹) جلوس میں چلتے وقت نعت و درود کا وِرد کریں۔

(۱۰) جلوس جلد سے جلد ختم کرتے ہوئے اختتامی جلسے میں شرکت کی کوشش کریں۔

(۱۱) جلوس کو تربیتی اور اصلاحی بنانے کی خاطر اصلاحی اور سیرت پر مبنی 'پلے کارڈس' کا استعمال کریں۔

(۱۲) اپنے ساتھ والوں پر نگرانی رکھتے ہوئے جلوس کے وقار کو آخر تک قائم رکھنے کی کوشش کریں۔

• • •